﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 15 | جمعۃ المبارک 14/مارچ 2008ء | 06/ربیع الاول 1429 ہجری قمری ❁ 14/امان 1387 ہجری شمسی | شمارہ 11

آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کو نہیں مارا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی خادم مرد یا عورت کو نہیں مارا۔ہاں آپ نے اللہ کی راہ میں خوب جہاد کیا۔آپ کو جب کبھی کسی نے تکلیف پہنچائی تو آپ نے کبھی اس سے انتقام نہ لیا مگر اللہ تعالیٰ کی کسی قابل احترام چیز کی بے حرمتی اور ہتک کی جاتی تو آپ اللہ کی خاطر اس کا انتقام لیتے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدته للآثام۔حدیث نمبر :4296)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

انجیلوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو بلفظہٖ پہلی کتابوں میں موجود نہیں۔اور پھر اگر قرآن نے بائبل کی متفرق سچائیوں اور صداقتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تو اس میں کونسا استبعادِ عقلی ہوا

”بالآخر میں دوبارہ افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مریم کا اُختِ ہارون ہونا آپ پر بد اثر ڈالتا ہے میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت ظاہر کرتا ہے۔اس بیہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔اگر استعارہ کے رنگ میں یا اور بناء پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرایا ہے تو آپ کو اس سے کیوں تعجب ہوا۔جبکہ قرآن شریف بجائے خود بار بار بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا۔ اور یہ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی۔تو کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان واقعات سے بے خبر ہے اور نعوذ باللہ اُس نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرانے میں غلطی کی ہے۔کس درجہ کے خبیث طبع یہ لوگ ہیں کہ بیہودہ اعتراضات کر کے خوش ہوتے ہیں۔اور ممکن ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو۔عدم علم سے عدم شئے تو لازم نہیں آتا۔مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے۔لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجّار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔اب اعتراض یہ ہے کہ اگر درحقیقت معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا تو کیوں وضع حمل تک صبر نہیں کیا گیا؟ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العمر ہیکل کی خدمت میں رہے گی پھر کیوں عہد شکنی کر کے اور اس کو خدمتِ بیت المقدس سے الگ کر کے یوسف نجّار کی بیوی بنایا گیا؟ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کے رُو سے بالکل حرام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا۔ حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا اور اس کی پہلی بیوی موجود تھی۔وہ لوگ جو تعدد ازواج سے منکر ہیں شاید اُن کو یوسف کے اس نکاح کی اطلاع نہیں۔غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رُو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اِس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔القصّہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ افسوس! اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلق کے شبہات شائع کئے۔پس اگر کوئی اعتراض قابلِ حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا ہارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارون نبی کی مریم ہمشیرہ تھی۔صرف ہارون کا نام ہے،نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ نبیوں کے نام تبرکاً رکھے جاتے تھے۔سو قرینِ قیاس ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہوگا جس کا نام ہارون ہوگا اور اس بیان کو محل اعتراض سمجھنا سراسر حماقت ہے۔

اور قصّہ اصحاب الکہف وغیرہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کی پہلی کتابوں میں بھی ہو اور اگر فرض کر لیں کہ وہ لوگ ان قصّوں کو ایک فرضی قصّے سمجھتے ہوں تو اس میں کیا حرج ہے۔آپ کو یاد رہے کہ ان لوگوں کی مذہبی اور تاریخی کتابیں اور خود ان کی آسمانی کتابیں تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں۔آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ یورپ میں ان کتابوں کے بارے میں آج کل کس قدر ماتم ہو رہا ہے اور سلیم طبیعتیں خود بخود اسلام کی طرف آتی جاتی ہیں۔اور بڑی بڑی کتابیں اسلام کی حمایت میں تالیف ہو رہی ہیں۔چنانچہ کئی انگریز امریکہ وغیرہ ممالک کے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔آخر جھوٹ کب تک چھپا رہے۔پھر سوچنے کا مقام ہے کہ وحی الٰہی کو ایسی کتابوں کے اقتباس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔خوب یاد رکھو کہ یہ لوگ اندھے ہیں اور ان کی تمام کتابیں اندھی ہیں۔تعجب کہ جس حالت میں قرآن شریف ایسے جزیرہ میں نازل ہوا جس کے لوگ عموماً عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بے خبر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اُمّی تھے تو پھر یہ تہمتیں آنجناب پر لگانا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے بالکل بے خوف ہیں۔اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ پر کس قدر اعتراض ہونگے جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں طالمود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جن کی انجیل درحقیقت بائبل اور طالمود کی عبارتوں سے ایسی پُر ہے کہ ہم لوگ محض قرآن شریف کے ارشاد کی وجہ سے ان پر ایمان لاتے ہیں ورنہ اناجیل کی نسبت بڑے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔اور افسوس کہ انجیلوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو بلفظہٖ پہلی کتابوں میں موجود نہیں۔اور پھر اگر قرآن نے بائبل کی متفرق سچائیوں اور صداقتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تو اس میں کونسا استبعادِ عقلی ہوا اور کیا غضب آ گیا۔کیا آپ کے نزدیک یہ محال ہے کہ یہ تمام قصّے قرآن شریف کے بذریعہ وحی کے لئے گئے ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبِ وحی ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت ہے اور آپ کی نبوتِ حقّہ کے انوار و برکات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں تو کیوں شیطانی وساوس دل میں داخل کئے جاویں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف کا کوئی قصّہ کسی پہلی کتاب یا کتبہ سے نقل کیا گیا ہے۔کیا آپ کو خدا تعالیٰ کے وجود میں کچھ شک ہے یا آپ اس کو علمِ غیب پر قادر نہیں جانتے۔اور مَیں بیان کر چکا ہوں کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا کسی کتاب کا اصلی قرار دینا اور کسی کو فرضی سمجھنا یہ سب بے بنیاد خیالات ہیں۔نہ کسی نے اصلی کی اصلیت کا ملاحظہ کیا اور نہ کسی نے کسی جعل ساز کو پکڑا۔اس کی نسبت خود یورپ کے محققین کی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ایک اندھی قوم ہے جن میں ایمانی روشنی باقی نہیں رہی۔ اور عیسائیوں پر تو نہایت ہی افسوس ہے جنہوں نے طبعی اور فلسفہ پڑھ کر ڈبو دیا۔ایک طرف تو آسمانوں کے منکر ہیں اور ایک طرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھاتے ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ اگر یہود کی پہلی کتابیں سچی ہیں تو ان کی بناء پر حضرت عیسیٰ کی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی۔مثلاً سچّے مسیح موعود کے لئے جس کا حضرت عیسیٰ کو دعویٰ ہے ملاکی نبی کی کتاب کی رُو سے یہ ضروری تھا کہ اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آتا۔مگر الیاس تو اب تک نہ آیا۔ درحقیقت یہودیوں کی طرف سے یہ بڑی حجّت ہے جس کا جواب حضرت عیسیٰ صفائی سے نہیں دے سکے۔یہ قرآن شریف کا حضرت عیسیٰ پر احسان ہے جو اُن کی نبوت کا اعلان فرمایا۔اور کفّارہ کا مسئلہ تو حضرت عیسیٰ نے آپ ردّ کر دیا ہے جبکہ کہا کہ میری یونسؑ نبی کی مثال ہے جو تین دن زندہ مچھلی کے پیٹ میں رہا۔اب اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت صلیب پر مر گئے تھے تو اُن کو یونس سے کیا مشابہت اور یونس کو ان سے کیا نسبت؟ اس تمثیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہیں،صرف یونس کی طرح بے ہوش ہو گئے تھے اور نسخہ مرہم عیسیٰ جو قریباً تمام طبّی کتابوں میں پایا جاتا ہے اس کے عنوان میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسیٰ کیلئے تیار کیا گیا تھا یعنی اُن کی چوٹوں کے لئے جو صلیب پر آئی تھیں۔اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است“۔ (چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 355 تا 358 مطبوعہ لندن)

کبیروالاضلع خانیوال (پاکستان) میں

توہین قرآن کرنے کے بے بنیاد الزام میں ایک احمدی پر مقدمہ

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو جھوٹا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور جس طرح احمدیوں کو سراسر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگا کر مختلف قسم کے مقدمات میں ملوث کیا جاتا ہے اس کی ایک تازہ مثال مکرم ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کی طرف سے موصولہ رپورٹ کے مطابق ضلع خانیوال میں اُس وقت دیکھنے میں آئی جب 3 مارچ 2008ء کو ایک احمدی مکرم ملک الطاف حسین صاحب سکنہ کبیروالہ ضلع خانیوال پر جن کی عمر 80 سال ہے توہین قرآن کا جھوٹا الزام عائد کر کے ان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق مکرم ملک الطاف حسین صاحب اپنے گھر کے سامنے میٹر کی ریڈنگ چیک کر رہے تھے پاس کھمبے پر قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق ڈالنے والا ڈبہ لگا ہوا تھا۔ جب ملک صاحب میٹر دیکھ رہے تھے کہ ایک بچہ نے کہا کہ آپ کے پاؤں کے نیچے کاغذ ہے۔ چونکہ الطاف صاحب ضعیف العمر تھے اس لئے بچے کی پوری بات ان کو سمجھ نہ آئی۔ مذکورہ بچہ احمدی مخالف مدرسہ کا طالب علم تھا اس نے شور مچا دیا کہ اس ضعیف العمر شخص نے قرآن پاک کے اوراق کی بے حرمتی کی ہے۔ نعوذ باللہ۔ چنانچہ وہاں مولوی جمع ہو گئے اور الطاف صاحب کو گالیاں دیں اور کہا ہم تمہارا بندوبست کر لیتے ہیں۔ کچھ دیر بعد پولیس آئی اور ان کو گرفتار کر کے لے گئی اور ان کے خلاف زیر دفعہ 295-B مقدمہ درج کر لیا گیا۔ FIR میں مولویوں نے محض جھوٹ اور اشتعال پھیلانے کیلئے الزام یہ لگایا کہ ملک الطاف صاحب ڈبے میں سے اوراق نکال کر نیچے پھینک رہے تھے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ الزام سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔

احمدی خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کی عزت و تکریم میں ایک مثال ہیں۔ انہیں خدا کا یہ پاک کلام اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ کسی احمدی سے قرآن مجید کی توہین کا صادر ہونا امر محال ہے۔

FIR میں مزید یہ الزام بھی لگایا گیا ہے کہ (نعوذ باللہ) ملک الطاف حسین صاحب نے کہا کہ میں نے قرآنی اوراق کو نیچے پھینکا ہے اور اب میں ان کو آگ لگاتا ہوں۔ احمدیوں کے خلاف پاکستان بھر میں مختلف قسم کے بے بنیاد مقدمات کا اندراج معمول بنتا جا رہا ہے۔ انتظامیہ تحقیق کئے بغیر یک طرفہ کارروائی کرتے ہوئے احمدیوں کے خلاف مقدمات درج کرتی ہے اور مکرم الطاف حسین صاحب کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ وہ قرآن کریم سے عشق کرنے والے احمدی ہیں۔ کوئی احمدی قرآن کریم کی توہین کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

مذکورہ بے بنیاد ایف آئی آر مذہبی نفرت کا شاخسانہ ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شریر اور فتنہ پرور ملّاؤں اور ان کے ہمنواؤں کو ان کے جھوٹ اور افتراء کی پاداش میں خود اپنی گرفت میں لے اور انہیں عبرت کا نشانہ بنا دے جو اپنے ظالمانہ افتراؤں کے ذریعہ معصوم احمدیوں پر ظلم و زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

احباب ان سب اسیران راہ مولیٰ کے لئے بھی دعا کریں جو مخالفین کی طرف سے عائد ایسے جھوٹے مقدمات میں ملوث قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی“۔

آگے بڑھتے رہو

آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو
دیکھو رکنے نہ پائیں قدم دوستو

ناخدا گر خدا کو بناتے رہے
ساحلوں پہ سفینہ بھی آ جائے گا
اُس کے حکموں پہ سر جو جھکاتے رہے
زندگی کا قرینہ بھی آ جائے گا
ساتھ ہے وہ تو پھر کیسا غم دوستو
آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو

جو خلافت کے دامن کو تھامے رہے
رحمتوں کی قبائیں بھی پا جائیں گے
اس کی رسّی کو مضبوط پکڑیں گے جو
نصرتوں کی رِدائیں بھی پا جائیں گے
دیکھ لیں گے یہ اہل ستم دوستو
آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو

کوئی سالار جب چھوڑ کے چل دیا
مضطرب کس قدر کارواں ہو گیا
جذبہ ہائے جنوں پر سلامت رہے
پل کو ٹھٹکا پھر آگے رواں ہو گیا
ہے اسی کا یہ فضل و کرم دوستو
آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو

ماں کی آغوش میں جیسے بچہ رہے
یوں خدا نے ہمیں گود میں لے لیا
اس نے بے سائباں ہم کو چھوڑا نہیں
گر لیا ایک تو دوسرا دے دیا
اس نے رکھا ہمارا بھرم دوستو
آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو

اک خدا کا چنیدہ کڑے وقت میں
دلفگاروں کو پھر تھامنے آ گیا
روپ جس کا نگاہوں سے اوجھل رہا
اک نئے رُوپ میں سامنے آ گیا
اب ہے سب میں وہی محترم دوستو
آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو

لے کے نامِ خدا ، لے کے نامِ نبی
اپنے جذبوں کو مہمیز کرتے چلو
راستے میں وفا کے جلاؤ دیئے
اور قدم تیز سے تیز کرتے چلو
ہیچ ہیں راہ کے پیچ و خم دوستو
آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو

——————(صاحبزادی) امۃ القدوس بیگم

خلافت خامسہ کی عظیم الشان اور بابرکت تحریکات

مرتبہ: حبیب الرحمن زیروی-ربوہ

قسط نمبر 3

(37) مریم شادی فنڈ کی طرف توجہ کریں

''اس کے ساتھ ہی میں بعض اور تحریکات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں، ان کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان میں ایک تو مریم شادی فنڈ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ آخری تحریک تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بابرکت ثابت ہوئی ہے بے شمار بچیوں کی شادیاں اس فنڈ سے کی گئی ہیں اور کی جارہی ہیں۔ احباب حسب توفیق اس میں حصہ لیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شروع میں جس طرح اس طرف توجہ پیدا ہوئی تھی اب اتنی توجہ نہیں رہی جو لوگ مالی لحاظ سے اچھے ہیں، بہتر مالی حالات ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ بچیوں کی شادیوں پر غریب لوگوں کے کتنے مسائل ہوتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 جون 2005ء)

(ب) ''امراء کو پہلے بھی کہہ چکا ہوں اب بھی کہتا ہوں دوبارہ تحریک کر دیتا ہوں کہ مریم شادی فنڈ میں ضرور شامل ہوا کریں اور خاص طور پر جو صاحب حیثیت ہیں اور جب ان کے بچوں کی شادیاں ہوتی ہیں اس وقت ضرور ذہن میں رکھا کریں کہ کسی نہ کسی غریب کی شادی کروانی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء)

(38) طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک

''میں آج ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر جماعت کے ڈاکٹرز کو اور دوسرے احباب بھی عموماً، اگر شامل ہونا چاہیں تو حسب توفیق شامل ہو سکتے ہیں، جن کو توفیق ہو، گنجائش ہو۔ یہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ میں خلافت رابعہ کے شروع میں یہ خواہش تھی کہ یہاں ایک ایسا ادارہ ہو جو اس علاقے میں دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے سہولت میسر کر سکے اس دور میں کچھ بات چلی بھی تھی لیکن پھر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا بہر حال میرا خیال ہے کہ آخری دنوں میں حضور کی اس طرف دوبارہ توجہ ہوئی تھی لیکن خلافت خامسہ کے شروع میں اس پر کام شروع ہوا ایک ہمارے احمدی بھائی ہیں اُنہوں نے اپنے والدین کی طرف سے خرچ اُٹھانے کی حامی بھری پھر امریکہ کے ایک احمدی ڈاکٹر بھی اس میں شامل ہوئے اُنہوں نے خواہش کی کہ میں بھی شامل ہونا چاہتا ہوں بہرحال نقشے وغیرہ بنائے گئے اور بڑی خوبصورت ایک چھ منزلہ عمارت تعمیر کی جارہی ہے جو اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور اس فیلڈ کے ڈاکٹر ماہرین کے مشوروں سے یہ سارا کام ہوا ہے وہ اس میں شامل ہیں خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب سے مشورہ لیا گیا ہے ایک ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے کیسی کیسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب مرکزی کمیٹی میں شامل بھی ہیں مستقل وقت دیتے ہیں ماشاء اللہ پھر جو نقشے اُنہوں نے بنوانے تھے جیسا کہ میں نے کہا وہ چھ منزلہ عمارت کے تھے جس میں تمام متعلقہ سہولتیں رکھی گئی تھیں جو دل کے ایک ہسپتال کے لئے ضروری ہیں تو اس وقت اُنہوں نے جو تخمینہ دیا تھا، جو اندازہ خرچ دیا تھا اس وقت بھی اس رقم سے زیادہ تھا جس کی ان دو صاحبان نے (جن کا میں نے ذکر کیا) دینے کی حامی بھری تھی تو انتظامیہ کچھ پریشان تھی میں نے انہیں کہا کہ یہ نقشے جو بنائے گئے ہیں جن کی میں نے منظوری دی تھی اس کی منظوری دیتا ہوں اللہ کا نام لے کر اسی کے مطابق کام کریں۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا، فضل فرمائے گا پھر کچھ اور لوگ بھی اس میں شامل ہوتے رہے اور اب جہاں تک عمارت کا تعلق ہے وہ قریباً مکمل ہو چکی ہے، جلد چند مہینوں میں ہو جائے گی۔ اس تعمیر میں (بتا چکا ہوں) کچھ لوگوں نے حصہ بھی لیا اور فضل عمر ہسپتال کی انتظامیہ نے بڑی محنت سے اور ہر جگہ پر جہاں بچت ہو سکتی تھی جہاں ضرورت تھی، اُنہوں نے بچت کرائی اور تعمیر کروانے میں احتیاط کی خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب کے ٹیکنیکل مشورے بھی باقاعدہ ہر قدم پر ملتے رہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے لیکن اب جو ایکویپمنٹ (Equipment) اور سامان وغیرہ ہسپتال کا آنا ہے وہ کافی قیمتی ہے میں نے انہیں کہا ہے کہ جیسے جیسے رقم کا انتظام ہوتا جائے گا یہ فیزز (Phases) میں خریدیں لیکن ابتدائی کام کے لئے بھی کافی بڑی رقم کی ضرورت ہے۔

اس لئے میں احمدی ڈاکٹروں سے خصوصاً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر بڑا فضل فرمایا ہے اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ کے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں اسی طرح پاکستان میں بھی بعض ایسے ڈاکٹرز ہیں جو مالی لحاظ سے بہت اچھی حالت میں ہیں اگر آپ لوگ خدا کی رضا حاصل کرنے اور غریب انسانیت کی خدمت کے لئے اس ہارٹ انسٹیٹیوٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیں تو یقیناً آپ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کو خدا بے انتہا نوازتا ہے اور ان کے اس فعل کا اجر اس کے وعدوں کے مطابق خدا کے پاس بے انتہاء ہے۔ کوشش کریں کہ جو وعدے کریں انہیں جلد پورا بھی کریں اس ادارے کو مکمل کرنے کی میری بھی شدید خواہش ہے کیونکہ میرے وقت میں شروع ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے وہ خواہش پوری کرے گے جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو یہ موقع دے رہا ہے کہ اس نیک کام میں، اس کار خیر میں حصہ لیں اور شامل ہو جائیں اور اس علاقے کے بیمار اور دکھی لوگوں کی دعائیں لیں۔ آج کل دل کی بیماریاں بھی زیادہ ہیں ہر ایک کو علم ہے کہ ہر جگہ بے انتہاء ہو گئی ہیں اور پھر علاج بھی اتنا مہنگا ہے کہ غریب آدمی تو افورڈ (Afford) کر ہی نہیں سکتا۔ ایک غریب آدمی تو علاج کروا ہی نہیں سکتا۔ پس غریبوں کی دعائیں لینے کا ایک بہترین موقع ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

جہاں تک انسٹیٹیوٹ کے لئے ڈاکٹرز کا تعلق ہے، ہمارے امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے مستقل وقف کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد ربوہ پہنچ جائیں گے دوسرے یہاں بھی بعض نوجوان واقفین زندگی ڈاکٹرز تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو اپنی تعلیم مکمل ہونے پر وہاں چلے جائیں گے اور پاکستان میں بھی بعض نوجوان ہیں جنہوں نے وقف کیا ہے ٹریننگ لے رہے ہیں اور اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب کی سرپرستی میں انشاء اللہ یہ ادارہ چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں بھی برکت ڈالے اور پھر یہ ادارہ مکمل ہونے کے بعد میں دوسرے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی وقف عارضی کر کے یہاں آیا کریں۔ اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ ان کی قربانیوں کے بدلے ضرور دے گا، اجر ضرور دے گا اور دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اس ادارے کو بہت کامیاب ادارہ بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 17۔ جون 2005ء)

(39) صد سالہ خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

فرمایا:-''تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔

پھر رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صِبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْن کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پہلوں میں شامل نہیں تھی کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب۔ یہ بھی دلوں کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت ضروری اور بڑی دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔

پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پڑھیں۔

پھر استغفار بہت کیا کریں۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

پھر درود شریف کافی پڑھیں، ورد کریں۔ آئندہ تین سالوں میں ہر احمدی کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔ ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 10 جون 2005ء)

(40) صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء اور حقوق العباد کی ادائیگی

فرمایا:-'' تین سال کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال کا عرصہ ہو جائے گا اور جماعت اس جوبلی کو منانے کے لئے بڑے زور شور سے تیاریاں بھی کر رہی ہے۔ اس کے لئے دعاؤں اور عبادات کا ایک منصوبہ میں نے بھی دیا ہے۔ ایک تحریک دعاؤں کی، نوافل کی مَیں نے بھی کی تھی تو بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر عمل بھی کر رہی ہے لیکن اگر ان باتوں پر عمل کے ساتھ ساتھ ہمیں حقوق العباد کے اعلیٰ معیار ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی تو یہ روزے بھی بیکار ہیں، یہ نوافل بھی بیکار ہیں، یہ دعائیں بھی بیکار ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اگست 2005ء)

(41) جھوٹی اَناؤں کے خاتمہ کے لئے ہر احمدی جہاد کرے

''پس اگر اللہ کی محبت حاصل کرنی ہے تو ان جھوٹی اناؤں کا خاتمہ کرنا ہوگا اور نہ صرف یہ کہ کسی سے برائی نہیں کرنی یا برائی کا جواب برائی سے نہیں دینا بلکہ احسان کا سلوک کرنا ہے۔ یہی باتیں ہیں جو ایک حسین معاشرہ قائم کرتی ہیں اور اس کے لئے ہر ایک احمدی کو جہاد کرنا چاہئے کیونکہ اگر دل میں تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ کے دین کی مضبوطی کی خاطر، اپنے ایمانوں میں مضبوطی کی خاطر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی اور اپنی اَناؤں اور غصے کو دبانے کی توفیق ملتی رہے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اگست 2005ء)

(42) جماعت احمدیہ ناروے کو مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں کرنے کی پرزور تحریک

فرمایا:-''جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت کے افراد اور جماعت نے جب بھی ایک منصوبے کے تحت ایک ہو کر، ایک عزم کے ساتھ کسی کام کو شروع کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر اسے انجام تک پہنچایا ہے اگر آپ بھی اب اس کام کو پختہ ارادے سے شروع کریں تو یہ مسجد یقیناً بن سکتی ہے۔ مَیں نے آپ میں سے مردوں، عورتوں بچوں، نوجوانوں کی اکثریت کے چہرے پر اخلاص و وفا کے جذبات دیکھے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ آپ کے اخلاص و وفا میں کمی ہے یا کسی سے بھی کم ہیں۔ بعض ذاتی کمزوریاں ہیں اُن کو دور کریں۔ ایک دوسرے سے تعاون کرنا سیکھیں مضبوط ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ

پہلے سے بڑھ کر آپ کی مدد فرمائے گا اور اپنے وعدوں کے مطابق ایسے ذریعوں سے آپ کے رزق کے اور آپ کے کاموں کی تکمیل کے اور آپ کے اس وعدے کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے گا کہ جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ جو کمزور ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ اُن کو بھی بتائیں کہ خدا کا گھر بنانے کے کیا فوائد ہیں۔ جو قربانیاں کر رہے ہیں وہ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے عہدوں کی نئے سرے سے تجدید کرتے ہوئے، نئے سرے سے پلاننگ کریں، سب سر جوڑ کر بیٹھیں، ایک دوسرے پر الزام لگانے کی بجائے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کریں۔ آج جب دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعمیر ہو رہی ہے، ہر جگہ جماعت کی ایک خاص توجہ پیدا ہوئی ہے۔ آج جب دشمن جہاں اس کا زور چلتا ہے ہماری مسجدوں کو نقصان پہنچانے اور ان کو بند کروانے کی کوشش کر رہا ہے ان ملکوں میں جہاں امن ہے جہاں آپ کے مالی حالات پہلے سے بہتر ہیں، جہاں خدا کے نام کو ہر شخص تک پہنچانے کی انتہائی ضرورت ہے، آج جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اسلام کے نور کو پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اگر بہتر حالات میسر ہونے کے بعد بھی آپ نے خدا کے اس گھر اور اس کے روشن میناروں کی تعمیر نہ کی تو یہ ناشکری ہوگی۔ یاد رکھیں یہ آخری موقع ہے اگر اس دفعہ بھی اور اجازت ملنے کے بعد بھی آپ لوگ اسے تعمیر نہ کر سکے تو پھر زمین بھی ہاتھ سے نکل جائے گی اور جو رقم اب تک اس پر خرچ ہوئی ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گی اور جماعت کے وقار کو بھی دھکا لگے گا۔ پس آج ایک ہو کر اس گھر کی تعمیر کریں، اس تعمیر سے جہاں آپ جماعت کے وقار کو روشن کر رہے ہوں گے وہاں اپنے لئے خدا کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں گھر بنا رہے ہوں گے اور یاد رکھیں کہ ہر بڑے کام کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے۔ دعاؤں کے ساتھ اس قربانی کے لئے تیار ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔

یاد رکھیں اگر یہ موقع آپ نے ضائع کر دیا تو آج نہیں تو کل جماعت احمدیہ کی کئی مسجدیں ملک میں بن جائیں گی۔ لیکن احمدیت کی آئندہ نسلیں، اس جگہ سے گزرتے ہوئے آپ کو اس طرح یاد کریں گی کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت کو مسجد بنانے کا موقع میسر آیا لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا اور یہ جگہ ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی وہ دن آئے جب آپ کو تاریخ اس طرح یاد کرے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2005ء)

(43) چندہ تحریک جدید اور تعمیر مساجد کی طرف توجہ کی تحریک

''اس زمانے میں جس میں مادیت کا دور دورہ ہے احمدی ہی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے اس کے گھر بھی تعمیر کرتا ہے اور اس کی عبادت سے اپنے آپ کو سجانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اپنی نسلوں میں بھی ان کی اعلیٰ تربیت کے ذریعہ یہ روح پھونکنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک فنڈ مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقع پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی۔ وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندہ دیتے تھے یا اپنی جیب خرچ سے دیتے تھے۔ یہ مد اب بھی شاید ہو حالات کی وجہ سے پاکستان میں تو مَیں اس پر زور نہیں دیتا لیکن باہر پتہ نہیں ہے کہ نہیں اور اسے اب بیرون کہنے کی تو ضرورت بھی نہیں۔ عموماً مساجد کی ایک مد ہونی چاہئے اس میں جب بچے پاس ہو جائیں تو اس وقت یا کسی اور خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں چندہ دیا کریں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں بے شمار احمدی بچے امتحانوں میں پاس ہوتے ہیں۔ اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں، ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مد میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں ترغیب دلائیں تو اللہ تعالیٰ ان والدین کو بھی خاص طور پر اس ماحول میں بہت سے فکروں سے آزاد فرما دے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 نومبر 2005ء)

(44) لاکھوں کی تعداد میں وقفِ نو چاہئیں

''ہمیں لاکھوں واقفین نو چاہیں اب تک تو واقفین نو کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جس طرح والدین کی اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد ہو جائے گی۔ اور پھر ظاہر ہے کہ ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہوگا۔''

(جامعہ احمدیہ لنڈن افتتاحی خطاب یکم اکتوبر 2005ء)

(45) ذیلی تنظیمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں

''پس اس لحاظ سے انصار بھی ذمہ دار ہیں اور پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں، لجنہ بھی اپنے دائرے میں ذمہ دار ہے اور پوچھی جائے گی کہ اس نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں اور خدام بھی ذمہ دار ہیں اور پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں۔ اور خدام میں کیونکہ نوجوان لڑکے اور مرد شامل ہوتے ہیں جن میں زیادہ طاقت ہوتی ہے اور صحت بھی اچھی ہوتی ہے، صلاحیت بھی ہوتی ہے اس لئے جماعتی ترقی کے لئے خدام کی بہترین تربیت اور فعال ہونا اور تمام پروگراموں میں حصہ لینا، تمام اُن باتوں پر عمل کرنا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے وقتاً فوقتاً کی جاتی ہیں، زیادہ ضروری ہے۔ خدام ہی ہیں جنہوں نے مستقبل کی نسل کے باپ بننا ہے اور خدام ہی ہیں جن میں آئندہ نسل کے باپ موجود ہیں۔ جو شادی شدہ ہیں اور بچوں والے ہیں وہ آئندہ نسل کے باپ ہیں اور ایک باپ کی اسی اہمیت کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں ہے جو باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔ پس یہ تربیت بھی اگلی نسل کی تب ہی ہوگی جب آپ لوگ خود بھی اپنی تربیت کی طرف توجہ دے رہے ہوں گے۔''

(مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے اجتماع سے اختتامی خطاب 2/اکتوبر 2005ء)

(46) قرضوں کی ادائیگی احسن طریق پر کریں

''احمدیوں نے اگر دنیا سے فساد دور کرنا ہے تو آپس کے لین دین اور قرضوں کی ادائیگی احسن طریق سے کرنی چاہئے اور کوئی دھوکہ اور کسی قسم کی بدنیتی ان میں شامل نہیں ہونی چاہئے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 نومبر 2005ء)

(47) شادی بیاہ کی تقریبات کے موقع پر بیہودہ رسوم و رواج، لغو اور فضول گانے اور اسراف سے بچنے کی تاکید

''پس جو شکایات آتی ہیں ایسے گھروں کی ان کو مَیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ان لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ ہو رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ بعض گھر جو دنیا داری میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں ان کی ایسی رپورٹس آتی ہیں اور کہنے والے کہتے ہیں کہ کیونکہ فلاں امیر آدمی تھا اس لئے اس پر کارروائی نہیں ہوئی یا فلاں عہدیدار کا رشتہ دار عزیز تھا اس لئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی، اس سے صرف نظر کیا گیا غریب آدمی یہ حرکت کرے تو اسے سزا ملتی ہے۔ اگر مجھے پتہ چل جائے تو ان پر میں بلا استثناء بغیر کسی لحاظ کے کارروائی کروں گا اور کی بھی جاتی ہے ...... جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کا جو نظام ہے یہ بھی ان بیاہ شادیوں پر نظر رکھے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی بیہودہ فلموں کے ناچ گانے یا ایسے گانے جو سراسر شرک پھیلانے والے ہوں دیکھیں تو ان کی رپورٹ آنی چاہئے اس بارہ میں قطعاً ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ کس خاندان کا ہے اور کیا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء)

(48) M.T.A سے فائدہ اٹھائیں۔ ذیلی تنظیمیں نگرانی کریں

''ایم ٹی اے کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ خصوصاً خطبہ جمعہ سننے کی عادت ڈالیں۔ ذیلی تنظیمیں نگرانی کریں اور دیکھیں کہ لوگ ایم ٹی اے سے مستفیض ہو رہے ہیں یا نہیں۔ ایک احمدی اور دوسرے لوگوں میں نمایاں فرق ہونا چاہئے۔ آپ کے خاموش پاکیزہ عمل بھی خاموش دعوت الیٰ اللہ ہیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 دسمبر 2005ء۔ ماریشس)

(49) لجنہ اماء اللہ تربیت کے نظام کو فعال بنائے

''لجنہ اماء اللہ تربیت کے نظام کو فعال بناتے ہوئے نومبائعات اور بچوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دے اور اس کے ساتھ پرانی احمدی خواتین کی طرف بھی توجہ دیں تاکہ کوئی برائی یا شرک احمدی معاشرہ میں داخل نہ ہو۔''

(جلسہ لجنہ اماء اللہ قادیان سے خطاب 27 دسمبر 2005ء)

(50) نومبائعین کو مالی نظام کا حصہ بنائیں

''یہ جو مَیں بار بار زور دیتا ہوں کہ نومبائعین کو بھی مالی نظام کا حصہ بنائیں یہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے بڑا ضروری ہے کہ جب اس طرح بڑی تعداد میں نومبائعین آئیں گے تو موجودہ قربانیاں کرنے والے کہیں اس تعداد میں گم ہی نہ ہو جائیں اور بجائے ان کی تربیت کرنے کے ان کے زیر اثر نہ آجائیں۔ اس لئے نومبائعین کو بہرحال قربانیوں کی عادت ڈالنی پڑے گی اور نومبائع صرف تین سال کے لئے ہے۔ تین سال کے بعد بہرحال اسے جماعت کا ایک حصہ بننا چاہئے۔ خاص طور پر نئی آنے والی عورتوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔''

(روزنامہ الفضل 28 مارچ 2006ء)

(51) آنحضرت ﷺ کے محاسن سے دنیا کو آگاہ کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھا جائے

(ا) ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و کمالات اور پرامن تعلیم سے دنیا کو آگاہ کریں۔ عشق رسول کی ایسی آگ دلوں میں لگائیں جس کے شعلے آسمانوں تک پہنچیں اور بکثرت درود بھیجیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 2006ء)

(ب) ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کا یہ تقاضا ہے کہ بکثرت درود شریف پڑھا جائے صدق دل سے فضا سے اتنا درود بکھیرا جائے کہ فضا کا ہر ذرّہ اس سے مہک جائے کثرت سے یہ دُعا پڑھی جائے'' رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ''

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2006ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مغرب میں توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت اور سراسر جھوٹے اور غلط پراپیگنڈہ کے ردّ کے لئے حضور انور نے جماعت کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی ایک بار پھر توجہ دلائی کہ اخبارات میں مضامین لکھیں، خطوط لکھیں، رابطے وسیع کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی خوبیاں اور محاسن بیان کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ہر ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر جو اسلام کے بارے میں جنگی جنونی ہونے کا ایک تصور ہے اس کو دلائل کے ساتھ رد کرنا ہمارا فرض ہے۔ پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی کثرت سے لکھیں۔ اخباروں کو، لکھنے

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جن نمازوں کے ستونوں پر ہمارا دین قائم ہے اس کی حفاظت انتہائی اہم ہے ورنہ دین میں دراڑیں پڑنے کا خدشہ ہے۔

آج جب ہم خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر شکر کے جذبات سے لبریز ہیں اور خوشی منا رہے ہیں، دین کے اس سب سے اہم رکن کی طرف خاص طور پر ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہئے کیونکہ خلافت کا وعدہ ان ایمان والوں کے ساتھ ہے جو نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دینے والے ہیں۔

پس اگر حقیقی رنگ میں خلافت کے انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننا ہے تا کہ اس انعام سے ہمیشہ فیض پاتے رہیں تو اپنی نمازوں کے قیام کی طرف خاص توجہ دینا ہر احمدی کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

حقیقی نمازیوں کی یہی نشانی ہے کہ ان کے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں، دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے والے بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے بھی ہوں۔

اگر ان لوگوں میں شمار ہونا ہے جو خدا کا قرب پانے والے لوگ ہیں تو پھر نمازوں میں باقاعدگی اور بغیر ریاء کے، بغیر دکھاوے کے ان کی ادائیگی کی ضرورت ہے اور یہی چیز ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہوگی اور یہی چیز ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوگی

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 22 فروری 2008ء بمطابق 22 تبلیغ 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَلَاتَزِرُوَازِرَةٌ وِّزْرَاُخْرٰى۔وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَايُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْكَانَ ذَاقُرْبٰى۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ۔وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ۔وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۔(سورۃ الفاطر:19)

آج کا خطبہ بھی گزشتہ خطبہ کے تسلسل میں ہی ہے، یعنی نماز کا مضمون۔ پہلے خیال تھا کہ دوسرا مضمون شروع کروں گا لیکن پھر غور کرنے سے احساس ہوا کہ آج بھی یہی جاری رکھا جائے۔ کچھ اقتباسات پیچھے رہ گئے تھے جو پیش کرنے ضروری ہیں۔ نماز کا حکم بھی ایک ایسا حکم ہے جو ایک بنیادی حکم ہے اور ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر دین کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم میں اس کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے بلکہ قرآن مجید کی ابتداء میں سورۃ بقرہ میں ایمان بالغیب کے بعد جو دوسرا اہم حکم ہے وہ نماز کے قیام کا ہے۔ بلکہ اس سے پہلے سورۃ فاتحہ میں بھی اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہہ کر عبادت کی دعا مانگی گئی ہے کہ اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ توفیق دیتا رہ کہ ہم تیری عبادت کرتے رہیں اور اس عہد پر قائم رہیں جو ایک مومن مسلمان کا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے والے بنیں جو ایک انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے بھی اس اہم حکم پر بہت زور دیا ہے۔ فرمایا ’’نماز دین کا ستون ہے‘‘۔ عمارتوں کی مضبوطی ستونوں سے ہی قائم ہوتی ہے۔ پس جن نمازوں کے ستونوں پر ہمارا دین قائم ہے اس کی حفاظت انتہائی اہم ہے ورنہ دین میں دراڑیں پڑنے کا خدشہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمازوں کے بارے میں ارشادات بھی قرآن کریم اور احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے اس وضاحت سے ہمارے سامنے آئے ہیں کہ جن کا پڑھنا اور سننا ہر احمدی کے لئے انتہائی اہم اور ضروری ہے۔ ان کو پڑھ کر ہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس انسان کامل کے شاگرد کامل کے علم کلام کی حسن و خوبی کیا ہے لہٰذا ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے نیز گزشتہ خطبہ کے بعد مجھے کسی نے اس اہم مضمون پر ابھی اور توجہ دلانے کی طرف بھی لکھا۔ پھر UK کے سیکرٹری تربیت کی رپورٹ، اسی طرح امریکہ کی صدر لجنہ نے بھی جو رپورٹ دی اس سے جو حقائق سامنے آئے، اس سے قابل فکر صورتحال کی تصویر ابھری ہے۔ یوکے یا امریکہ کے ذکر سے یہ نہ سمجھیں کہ باقی جو دوسرے ملک ہیں وہاں مکمل طور پر اس پر عمل ہو رہا ہے اور بڑا اعلیٰ معیار ہے۔ وہ اعلیٰ معیار جو ہمارا مطمح نظر ہیں اور ہونے چاہئیں وہ ابھی کسی جگہ کی رپورٹ میں بھی نظر نہیں آتے۔ اس سلسلے میں اور کوشش کی ضرورت ہے۔ بعض عہدیداران آنکھیں بند کر کے جتنی بھی رپورٹ آتی ہے اس پر خوش فہمی کا اظہار کرتے ہیں۔ نماز ایک ایسی چیز ہے، وہ ایسی بنیادی بات ہے جس پہ ہمیں کسی بھی قسم کی خوش فہمی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر احمدی، ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتا ہے، سو فیصد اس بات پر قائم ہو کہ وہ نمازوں کے قیام کی کوشش کر رہا ہے۔ بہر حال ان وجوہات کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا کہ آج پھر آیات اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں نمازوں کے بارے میں توجہ دلاؤں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ ایک اہم اور بنیادی رکن ہے جس پر ہر احمدی کو سو فیصد عمل کرنا چاہئے ورنہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہمارے ایمان کی عمارتوں میں دراڑیں پڑ جائیں گی۔

آج جب ہم خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر شکر کے جذبات سے لبریز ہیں اور خوشی منا رہے ہیں، دین کے اس سب سے اہم رکن کی طرف خاص طور پر ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہئے کیونکہ خلافت کا وعدہ ان ایمان والوں کے ساتھ ہے جو نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دینے والے ہیں۔ پس اگر حقیقی رنگ میں خلافت کے انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننا ہے تا کہ اس انعام سے ہمیشہ فیض پاتے رہیں تو اپنی نمازوں کے قیام کی طرف خاص توجہ دینا ہر احمدی کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پس دوبارہ میں کہتا ہوں کہ ہر احمدی اپنے جائزے لے کہ کیا ہم اپنی نمازوں کی حفاظت اس کا حق ادا کرتے ہوئے کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے اپنی نمازوں کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے مقابلے پر تم جس کو بھی کھڑا کرو گے کہ وہ تمہاری ضروریات پوری کر دے، وہ پوری نہیں کر سکتا۔

یہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ مشرکوں کو کہتا ہے کہ تمہارے معبود تو نہ سن

سکتے ہیں نہ تمہاری ضروریات پوری کر سکتے ہیں بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک سے بھی انکار کر دیں گے۔ اگر کوئی مالک کُل ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور بندے اس کے محتاج ہیں۔ یہ ساری باتیں بندوں کو اس طرح توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں کہ اس خدا کے آگے جھکیں جو مالک کائنات ہے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہوشیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جو اپنے رب سے غیب میں ڈرتے ہیں اور اس ڈر کی وجہ سے نماز قائم کرتے ہیں اور پھر ان نمازوں کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اپنے نفسوں کو پاک رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی کو بھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ نمازوں میں سستیاں کرنی شروع کر دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہر ایک نے اپنے اعمال کے ساتھ جانا ہے، کوئی قریبی بھی کسی کے کام نہیں آ سکتا۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا چاہے کوئی قریبی ہی کیوں نہ ہو، پھر ایمان بالغیب اور نماز کا ذکر اور نفس کی پاکیزگی کا ذکر اور پھر یہ کہ آخری ٹھکانہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے، یہ سب باتیں ہم کمزوروں کو توجہ دلانے کے لئے ہیں کہ آخرت کا خوف ہمیشہ تمہارے سامنے رہے۔ اور جب یہ یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مالک یوم الدین ہے اور اس کی طرف لوٹنا ہے تو پھر نفس کی پاکیزگی کی طرف بھی خیال رہے گا۔ اور نفس کی پاکیزگی کے لئے سب سے اہم ذریعہ قیام نماز ہے اور یہ نماز کا قیام کرنے والے ہی وہ لوگ ہیں جن کا غیب پر بھی ایمان مضبوط ہوتا ہے اور جو غیب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے ہی تقویٰ کے معیار بھی اونچے ہوتے ہیں۔

پس ہر احمدی کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ کے آخری نبی ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اور آخری زمانے میں آنے والے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتے ہیں، یہ کافی نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا، ایسا خوف جو ایک قریبی تعلق والے کو دوسرے کا ہوتا ہے کہ کہیں ناراض نہ ہو جائے تو اس سے پھر محبت میں اضافہ ہوگا۔ اور جب محبت میں اضافہ ہوگا تو یہ خوف مزید بڑھے گا اور اس کی وجہ سے نیک اعمال سرزد ہوں گے۔ ان کے کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ نمازوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ نمازوں کو اس کے حق کے ساتھ ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی، ورنہ نری بیعت جو ہے وہ بخشش کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔

ایک روایت میں آتا ہے، یونس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس بات کا محاسبہ کیا جائے گا وہ نماز ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب عزّ وجل فرشتوں سے فرمائے گا، حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے، کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھ کہ کیا اس نے اسے مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا؟ پس اگر اس کی نماز مکمل ہوگی تو اس کے نامۂ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہوگی تو فرمائے گا کہ دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے؟ پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہوگی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح مؤاخذہ کیا جائے گا۔ (سنن نسائی ۔ کتاب الصلوہ باب المحاسبة علی الصلوة)

پس جب مرنے کے بعد سب سے پہلا امتحان جس میں سے ایک انسان کو گزرنا ہے وہ نماز ہے، تو کس قدر اس کی تیاری ہونی چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر مہربان بھی ہے۔ فرمایا کہ بندے کے نفل دیکھو اگر اس کے نفل ہیں تو اس کے فرضوں کے پلڑے میں ڈال دو تا کہ فرضوں کی کمی پوری ہو جائے۔ پس صرف نمازوں کی ادائیگی نہیں بلکہ انسان جو کہ کمزور واقع ہوا ہے اسے یہ دیکھنا اور سوچنا چاہئے کہ کسی وقت ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میرے فرض صحیح حق کے ساتھ ادا نہ ہوئے ہوں تو کوشش کر کے نفل بھی ادا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ایک مومن کا اعلیٰ معیار ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا بنے۔ اپنے پیارے خدا کا جس کے بے شمار احسانات اور انعامات ہیں شکر ادا کرے۔

ہم احمدی مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم ایک جماعت ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ہم ایک ہاتھ پر اٹھنے بیٹھنے کے نظارے دیکھتے ہیں۔ جب ہماری یہ صورت حال ہے تو جو سب سے زیادہ تنظیم پیدا کرنے والی چیز ہے اس کا ہمیں کس قدر خیال کرنا چاہئے۔ اور پھر صرف اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی ہم اس سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے۔ سب سے پہلے جو جائزہ ہوگا وہ نماز کے بارے میں ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ پس ایک احمدی مسلمان صرف اپنی فرض نمازوں کی حفاظت نہیں کرتا بلکہ نوافل بھی ادا کرتا ہے تا کہ کمزوریوں کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے نظر آتے رہیں۔ اس کی رحمت کی نظر پڑتی رہے اور یہی غیب میں ڈرنا ہے۔ نوافل ادا کرتے ہوئے تو ایک انسان بالکل علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ یہ صورتحال ایک احمدی مسلمان کی ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی اہمیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرما دی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں‘‘۔ آجکل کے بعض کاروباری بھی یہی بہانے کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ ’’مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا‘‘ کہ صاف ہیں کہ نہیں۔ ’’اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے‘‘۔ دو بہانے ہیں، ایک کیونکہ جانور پالنے والے ہیں اس لئے پتہ نہیں کپڑے صاف بھی ہیں کہ نہیں اور نماز کے لئے حکم ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور دوسرے کاروبار بھی ہے۔ دونوں صورتوں کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔ ’’تو آپؐ نے (آنحضرت ﷺ نے) اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے‘‘ یعنی جس سے مانگا جا رہا ہے، اس کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے۔ ’’اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا، پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو کیونکہ اس کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ:

’’پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے، اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں۔ یہ سیرتِ کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 189-188 جدید ایڈیشن)

پس نماز مومن کے لئے ایک ایسی چیز ہے جس کا خیال رکھنا، اس میں باقاعدگی رکھنا، یہی وہ باتیں ہیں جو ایک مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے والی ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر عبادت نہیں تو جانور اور انسان میں کیا فرق ہوا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں غیر مومنوں کی برائیوں کا جہاں ذکر فرماتا ہے وہاں مومنوں کو ان کمزوریوں سے پاک اس لئے قرار دیتا ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ فرمایا اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۔ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (المعارج: 24-23) ہاں نماز پڑھنے والوں کا معاملہ الگ ہے۔ وہ لوگ جو اپنی نماز پر دوام اختیار کرنے والے ہیں۔

پہلے ان کا ذکر ہوا جن میں برائیاں ہیں اس کے بعد فرمایا جو نمازیں پڑھنے والے ہیں اور اس میں باقاعدگی اختیار کرنے والے ہیں وہ مومن ہیں۔ ان کا معاملہ بالکل علیحدہ ہے۔ دنیاوی کاموں کے حرج ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتے۔ اور پھر اعلیٰ اخلاق کے مالک بھی یہ لوگ ہیں۔ یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ پس حقیقی نمازیوں کی یہی نشانی ہے کہ ان کے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں، دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے والے بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے بھی ہوں۔ پس نمازیں بھی خدا تعالیٰ وہ قبول کرتا ہے جو حقیقی نمازیں ہوں۔ مسلمانوں میں بعض بڑی باقاعدگی سے نمازیں پڑھنے والے ہیں لیکن ماحول ان سے پناہ مانگتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی بھی نشاندہی فرما دی کہ نمازیں بہت ضروری ہیں لیکن وہ نمازیں پڑھو جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں۔ صرف دکھاوے کی نمازیں نہ ہوں۔ ایسی نمازیں نہ ہوں جن پر دنیاوی کام حاوی ہو جائیں بلکہ نمازیں ہر دنیاوی کام پر مقدم ہیں۔ اور پھر ان میں باقاعدگی بھی ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہوں۔ ان نمازوں کا اثر مومنین کے معاشرے اور اس ماحول میں جو تعلقات ہیں ان میں بھی نظر آئے۔ اور پھر یہ بھی دل میں خیال نہ ہو کہ لوگ مجھے دیکھ کر کہیں کہ بڑا نمازی ہے۔ بعض نمازی ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے کہ وہ لوگوں کے دکھاوے کے لئے نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یا پھر خواہش ہوتی ہے کہ لوگ دیکھ کر کہیں کہ بڑا نمازی ہے۔

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اس زمانے میں اس حقیقی اسلام سے آشنا ہوئے، اس حقیقی اسلام کو سمجھا جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے خالص صورت میں آنحضرت ﷺ پر وہ تعلیم اتاری۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۔ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ (الماعون: 6-5) پس ان نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

تین چیزیں ہیں۔ نماز پڑھنے والے بھی ہیں۔ ہلاکت ان نماز پڑھنے والوں پر ہو جو نمازیں بھی

پڑھتے ہیں اور غافل بھی رہتے ہیں اور دکھاوا کرتے ہیں۔

پس ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن نمازیں خدا کے لئے نہیں بلکہ معاشرے کے زیر اثر پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ان میں اخلاقی برائیاں بھی ہیں اس کی طرف وہ توجہ نہیں دے رہے ہوتے۔ نماز پڑھنے والے کی یہ نشانی ہے کہ اس کے اخلاق بھی اچھے ہوں اور وہ اپنی اخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش بھی کرے۔

ان آیات میں بعد میں آنے والوں کے لئے ایک انذار بھی ہے۔ صحابہ تو ایسے نہیں تھے جو ان کی نمازیں ایسی تھیں کہ جن میں غفلت تھی یا جن کے اخلاق ایسے نہیں تھے جو ایک صحیح حقیقی مومن کے ہونے چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اگر دیکھیں تو منافقین تھے جو دھوکہ دینے والے تھے۔ جن کے بارے میں فرمایا کہ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی۔ (النساء:143) یعنی جب وہ نماز کو جانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں اور ان میں اخلاقی برائیاں بھی ہیں۔ یا پھر اس آخری زمانے کے مسلمانوں کی حالت کے بارے میں آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی یعنی اس زمانے کے لوگوں کی مساجد بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ پس یہ ہدایت سے خالی مسجدوں میں نمازیں پڑھنے والے وہ لوگ ہیں جن کی نمازیں ان پر لعنت بن جاتی ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ آخرین کے اس گروہ میں شامل ہیں جس کی عظیم رسول اور مزکّی اعظم نے اپنے زمانے کے ساتھ ملنے کی خبر دی تھی۔ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ وہ پہلوں سے ملے ہوئے ہیں۔ پس اتنے بڑے انعام کے بعد ہماری کتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنی نمازوں میں کبھی سستی نہ آنے دیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کبھی کمی نہ آنے دیں۔ اپنا پہلو ہر وقت ان باتوں سے بچا کر رکھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے انذار فرمایا ہے۔ جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور احسان سے ان لوگوں سے علیحدہ کر دیا جن کی مسجدیں ہدایت سے خالی ہیں تو پھر ہمیں کس قدر شکر گزاری کے جذبات سے خالص ہو کر اس خدا کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے، تاکہ اس کے مزید انعامات کے وارث بنیں۔ پس ہماری نمازیں باقاعدہ اور خالص خدا تعالیٰ کی خاطر ہوں گی تو ہم اس انذاری صورت سے اپنے آپ کو بچانے والے ہوں گے۔ بہت خوف کا مقام ہے۔ ہم میں سے کسی ایک میں بھی کبھی ایسی سستی نہ ہو جو اسے دین سے دور لے جائے، خدا سے دور لے جائے۔ پس خدا کے قرب کو پانے کے لئے خالص ہو کر اس کے بتائے ہوئے راستے پر ایک خاص فکر سے چلنے کی ضرورت ہے۔ اپنی نمازوں کی ادائیگی میں ایک خاص فکر کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مفہوم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے بعد نماز کی طرف توجہ کرو جس کی پابندی کے واسطے بار بار قرآن شریف میں تاکید کی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ فرمایا گیا ہے کہ وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ۔ (الماعون:5) ویل ہے ان نمازیوں کے واسطے جو کہ نماز کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ سو سمجھنا چاہئے کہ نماز ایک سوال ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت درد اور حرقت کے ساتھ اپنے خدا کے حضور کرتا ہے کہ اس کو لِقاء اور وصال ہو کیونکہ جب تک خدا کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا اور جب تک وہ خود وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا''۔ یعنی جب تک وہ خود کسی بندے سے نہ ملائے یا اپنے ملنے کے راستے نہ کھولے کوئی بندہ خدا تعالیٰ کو نہیں مل سکتا۔ ''طرح طرح کے طَوق اور قسما قسم کے زنجیر انسان کے گردن میں پڑے ہوتے ہیں اور وہ بہتیرا چاہتا ہے کہ دور ہو جاویں پر وہ دور نہیں ہوتے۔ باوجود اس خواہش کے کہ وہ پاک ہو جاوے، نفس لوامہ کی لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں۔ گناہوں سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اس کے سوائے کوئی طاقت نہیں جو زور کے ساتھ تمہیں پاک کر دے۔ پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے نماز رکھی ہے۔ نماز کیا ہے؟ ایک دعا جو درد، سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے تاکہ یہ بدخیالات اور برے ارادے دفع ہو جاویں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو۔ صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دعا صرف زبان سے نہیں بلکہ اس کے ساتھ سوزش اور جلن اور رِقّت کا ہونا بھی ضروری ہے''۔

(بدر جلد 6 نمبر 1,2 مورخہ 10 جنوری 1907ء صفحہ 12)

اللہ تعالیٰ ایک تڑپ کے ساتھ ہمیں اپنی نمازوں میں خوبصورتی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز کے مقابلے میں ہر قسم کے دنیاوی لالچ اور شغل سے ہم بچنے والے ہوں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نہ ہی ہم اپنی کوشش سے دنیاوی لالچوں اور شغلوں سے بچ سکتے ہیں، نہ ہی ہم اپنی کوشش سے اپنے آپ کو پاک کر سکتے ہیں، نہ ہی ہم کسی طرح خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکتے ہیں مگر صرف ایک ذریعہ ہے جو نماز کا ذریعہ ہے۔ پس اگر ان لوگوں میں شمار ہونا ہے جو خدا کا قرب پانے والے لوگ ہیں تو پھر نمازوں میں باقاعدگی اور بغیر ریاء کے، بغیر دکھاوے کے ان کی ادائیگی کی ضرورت ہے اور یہی چیز ہمیں دوسروں سے ممتاز کرنے والی ہوگی اور یہی چیز ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوگی۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون:3-2) یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ لوگ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فلاح پانے والے مومنوں کی بہت سی خصوصیات ان آیات کے بعد بیان فرمائی ہیں۔ لیکن سب سے پہلی بات یہی ہے کہ نمازیں پڑھتے ہیں اور خالص اللہ تعالیٰ کے ہو کر عاجزی دکھاتے ہوئے نمازیں پڑھتے ہیں۔ پس کامیابی کی پہلی سیڑھی، دنیا و آخرت کے افضال سے فیضیاب ہونے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنی نمازیں خالص اللہ کے لئے پڑھیں۔ اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے یہ نمازیں اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے اور پھر اس کی محبت میں بڑھنے، اس کے انعامات اور اس کی رضا کے حصول کے لئے پڑھی جائیں۔ اور یہی ایک انسان کی زندگی کا مقصود ہے اور جس کو یہ مل جائے اسے اور کیا چاہئے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اول مرتبہ مومن کے روحانی وجود کا وہ خشوع اور رقّت اور سوز و گداز کی حالت ہے جو نماز اور یاد الٰہی میں مومن کو میسر آتی ہے۔ یعنی گُداز ش اور رِقّت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور روح کا انکسار اور ایک تڑپ اور قلق اور تپش اپنے اندر پیدا کرنا اور ایک خوف کی حالت اپنے پروارد کر کے خدائے عزوجل کی طرف دل کو جھکانا جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون:3-2) یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نماز میں اور ہر ایک طور کی یاد الٰہی میں فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں اور رقت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ خشوع کی حالت جس کی تعریف کا اوپر اشارہ کیا گیا ہے روحانی وجود کی طیاری کے لئے پہلا مرتبہ ہے یا یوں کہو کہ وہ پہلا تخم ہے جو عبودیت کی زمین میں بویا جاتا ہے''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 351)

یعنی روحانی وجود کی تیاری کے لئے پہلا مرتبہ یہ ہے یا وہ ایسا بیج ہے جو ایک بندے کے صحیح عابد بننے کے لئے اس زمین میں بویا جاتا ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''نماز جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہوگی۔ نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفس امّارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے۔ جیسے اژدہا میں ایک سمِّ قاتل ہے اسی طرح نفس امّارہ میں بھی سمِّ قاتل ہوتا ہے اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے''۔

(البدر جلد 3 نمبر 34 مورخہ 8 ستمبر 1904ء صفحہ 3)

پس عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور گرنا اور اس میں استقامت دکھانا، ثابت قدم رہنا، یہ نہیں کہ کبھی نمازیں پڑھ لیں اور کبھی نہیں، اگر یہ دونوں چیزیں قائم رہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پھر برائیوں پر ابھارنے والے جذبات ایک دن ختم ہو جائیں گے کیونکہ برائیوں کو مارنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ضروری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا۔ لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا۔ نَحْنُ نَرْزُقُکَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی (سورۃ طٰہٰ:133) اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ۔ ہم تجھ سے کسی قسم کا رزق طلب نہیں کرتے، ہم ہی تو تجھے رزق عطا کرتے ہیں اور نیک انجام تقویٰ ہی کا ہوتا ہے۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا اعلان، حکم، ہدایت کہ تم خود بھی نمازوں کی طرف توجہ کرو اور اپنے گھر والوں کو بھی توجہ دلاؤ۔ کیونکہ یہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ اس دنیا میں بھی اس کے پھل ہیں اور آخرت میں بھی متقی ہی ہے جو فلاح پانے والا ہوگا۔ اس دنیا میں بھی متقی ہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایسے ایسے ذرائع سے رزق دیتا ہے جہاں تک اس کا خیال بھی نہیں جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ یہ نمازیں فرض کر کے تم پر کوئی ٹیکس نہیں لگا رہا بلکہ اپنے مقصد پیدائش کو پورا کرنے والے انسان کو انعامات سے نواز رہا ہے۔ انعامات کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ انسان دنیا میں بھی انعامات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر روحانی انعامات حاصل کرنے کے لئے کیوں نہیں۔ جب ایسا پیار کرنے والا خدا ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ انسان اس کی عبادت نہ کرے، اس کا شکر گزار نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کو کسی نے کہا کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے

انعامات دینے کا اعلان کر دیا ہے پھر آپ اتنی لمبی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

پس یہ اسوہ ہے جس پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے حقیقی شکر گزار ہو سکتے ہیں۔

ہماری نمازوں کی کیفیت کیا ہونی چاہئے؟ نماز کی حرکات، اس کی مختلف حالتیں جو ہیں ان کی حکمت کیا ہے اور کس طرح ان حکمتوں کو سمجھتے ہوئے ان کو ادا کرنا چاہئے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”صلی جلنے کو کہتے ہیں۔ جیسے کباب کو بھونا جاتا ہے اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے۔ جب تک دل بریان نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا اور اصل تو یہ ہے کہ نماز ہی اپنے سچے معنوں میں اس وقت ہوتی ہے“۔ جب ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ ”نماز میں یہ شرط ہے کہ وہ بجمیع شرائط ادا ہو۔ جب تک وہ ادا نہ ہو وہ نماز نہیں ہے اور نہ وہ کیفیت جو صلوٰۃ میں میل نما کی ہے حاصل ہوتی ہے۔ یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے“۔ یعنی پہلے تو یہ کہا کہ وہ کیفیت جو صحیح راستے دکھانے والی ہے، جہاں سے بنیاد شروع ہونی چاہئے وہ نہیں مل سکتی جب تک ساری شرائط پوری نہ ہوں۔ پھر فرمایا کہ ”یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال“ یعنی تمہاری اپنی حالت اور جو تم کہہ رہے ہو ”دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔ بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے۔ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشاء الٰہی کی تصویر ہے“۔ یہ شکل جو اس کی بنتی ہے، تصویر دکھائی جاتی ہے اس سے صحیح صورت حال پتہ لگتی ہے اور حالتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو مرضی ہے اس کی تصویر نماز میں ہے۔ ”نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء اور جوارح کی حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے“۔ زبان سے جب نماز پڑھتے ہیں اسی طرح جو جسم کے اعضاء ہیں، حرکات ہیں، وہ ان سے دکھایا جاتا ہے۔ ”جب انسان کھڑا ہوتا ہے تو تحمید اور تسبیح کرتا ہے اس کا نام قیام رکھا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثناء کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ ادھر تو ظاہری طور پر قیام رکھا ہے اور زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے“۔ جب تعریف کی جاتی ہے تو کسی رائے پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ فرمایا کہ جب کسی کی تصدیق کر رہے ہو، تصدیق کرتے ہوئے تعریف کر رہے ہو تو وہ کسی رائے پر قائم ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ ”اس الحمد للہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمد اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ کے ہی لئے ہیں“۔ تمام قسم کی جو تعریفیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ تبھی الحمد للہ صحیح طرح کہہ سکتا ہے۔ ”جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے اور وہ سمجھا جاتا ہے کہ کھڑا ہے۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا تا کہ روحانی قیام نصیب ہو“۔ دل بھی اس حالت کے مطابق کھڑا ہو گیا اور یہ روحانی قیام ہے، روحانیت کا کھڑا ہونا ہے۔ ”پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں۔ عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے۔ پس سبحان ربی العظیم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا“۔ اللہ تعالیٰ کی زبان سے عظمت بیان کی، اور اپنی ظاہری حالت میں جھک کر اس کا اظہار کیا۔ ”یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا۔ پھر تیسرا قول ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ۔ اعلیٰ افعل التفضیل ہے، یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے“۔ اعلیٰ جو ہے وہ سب سے بڑی چیز ہے اور یہ اپنی ذات میں سجدے کو چاہتا ہے۔ جو اعلیٰ چیز ہو اس کے سامنے سجدہ کیا جاتا ہے۔ ”اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرے گا“۔ یعنی اس وقت اپنا حال یہ ہوگا کہ زبان سے سبحان ربی الاعلیٰ کہا ہے تو سجدہ میں بھی ساتھ ہی گر جائے کہ اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ ہے اور میں اس اعلیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ ”اور اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کر لی“۔ یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کا جو اقرار کیا وہی حالت اپنی اختیار کر لی۔ ”اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں“۔ یعنی یہ جو باتیں کی گئیں، زبان سے الفاظ ادا کئے گئے ان کے ساتھ تین جسمانی حالتیں بھی ہیں۔ ”ایک تصویر اس کے آگے پیش کی ہے۔ ہر ایک قسم کا قیام بھی کرتا ہے۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے، اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہو گئی۔ تیسری چیز اور ہے“۔ فرماتے ہیں، یہ دو چیزیں تو ہو گئیں۔ زبان بھی شامل ہو گئی۔ دعا کی اور اپنی ظاہری حالت جسم کی بھی وہ بنا لی۔ کھڑے ہوئے تعریف کی، عظمت بیان کی، رکوع کیا، اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ ہونا، افضل ترین ہونا بیان کیا تو سجدہ کیا، لیکن تیسری چیز ایک اور ہے اور وہ ہے، فرمایا کہ ”تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟“ فرمایا: ”وہ قلب ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے“۔ تیسری چیز جو ہے وہ دل ہے۔ یہ ساری حرکتیں جب ہو رہی ہوں، زبان بھی اقرار کر رہی ہو، جسم بھی اظہار کر رہا ہو، تو دل میں بھی وہی کیفیت ہو اور یہ جو کیفیت ہے وہ اللہ تعالیٰ کو نظر آ رہی ہو۔ وہ دیکھے کہ درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہے۔ اور کھڑا ہے اسی طرح تعریف کرنے کے انداز میں۔ ”اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے“۔ دل بھی کھڑا ہے، روح بھی کھڑا حمد کرتا ہے۔ ”جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے۔ نہیں، بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے“۔ ظاہری حالت ہو گئی۔ ”اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے“۔ روح میں بھی محسوس ہو کہ میں جھک گیا ہوں۔ ”پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدے میں گرا ہے اس کی علو شان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گرا ہوا ہے“۔ زبان بھی الفاظ ادا کر رہی ہے، جسم بھی اس طرح جھکا ہوا ہے اور دل کی بھی وہی کیفیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے بالکل سجدہ ریز ہو گیا ہے۔ ”غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہو لے اس وقت تک مطمئن نہ ہو کیونکہ یقیمون الصلوٰۃ کے یہی معنی ہیں“۔ یہ ہر مومن کا کام ہے کہ یہ تین حالتیں اپنے اندر پیدا کرے۔ زبان جب بول رہی ہے تو جسم سے اس کا اظہار ہو اور دل میں اس کا احساس ہو اور ایسا احساس کہ جس کو خدا تعالیٰ پہچان سکے۔ تو فرمایا اگر یہ حالت نہیں ہے تو اس وقت تک مطمئن نہیں ہونا اور یقیمون الصلوٰۃ کے یہی معنی ہیں۔ ”اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو؟“ اب یہ سوال ہوگا کہ یہ حالت کس طرح پیدا ہو“ تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جائے اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہ ہو“۔ یعنی یہ حالت کس طرح اختیار کی جائے کہ نماز میں باقاعدگی ہو۔ پانچ نمازیں ہیں۔ پوری طرح نمازیں ادا کرنے کا جو حق ہے اس طرح ادا کی جائیں، کسی قسم کے وسوسے اور شبہات جو دل میں پیدا ہوتے ہیں ان سے پریشان نہ ہو۔ ”ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے اس کا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے، آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے“۔ (الحکم جلد نمبر 14۔ 17 اپریل 1901 صفحہ 1)

شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ دل کی کیفیت وہ پیدا نہیں ہوتی۔ ظاہری حالت اور زبان تو چل رہی ہوتی ہے لیکن دل میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ فرمایا لیکن صبر سے، مستقل مزاجی سے دعاؤں میں لگا رہے، اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا رہے، اس سے نماز میں لذت و سرور حاصل کرنے کے لئے مانگتا رہے تو آخر کار ایک وقت آئے گا جب ایسی حالت پیدا ہو جائے گی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے“۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ کوئی وظیفہ۔ فرمایا سب سے بڑا وظیفہ نماز ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بھی بیان ہوتی ہے، انسان استغفار بھی کرتا ہے، درود شریف بھی پڑھتا ہے اور یہی چیزیں ایسی ہیں جو دعاؤں کی قبولیت کا نشان دکھانے والی ہیں، وجہ بننے والی ہیں۔

فرمایا: ”اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد: آیت 29) اطمینان، سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں“۔

(الحکم جلد نمبر 7۔ مورخہ 31 مئی 1903 صفحہ 9)

پس یہ ہیں وہ معیار جو ہم نے حاصل کرنے ہیں کہ نہ صرف نمازوں میں باقاعدگی ہو بلکہ ہمارے جسم کا ہر ذرہ اور ہماری روح بھی اس کے آگے جھک جائے۔ ہمارے سینے سے ابل ابل کر وہ دعائیں نکلیں جو ہمیں خدا کا مقرب بنا دیں۔ ہم اپنی ذات میں وہ انقلاب برپا ہوتا دیکھیں جس میں صرف اور صرف خدائے واحد کی رضا نظر آتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک یہ نظارے دیکھنے والا ہو۔ آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ خلافت خامسہ کی عظیم الشان اور بابرکت تحریکات از صفحہ 4

والوں کو سیرت پر کتابیں بھی بھیجی جاسکتی ہیں۔
(الفضل انٹرنیشنل 3 تا 9 مارچ 2006ء)

(52) جرنلزم پڑھنے کی طرف توجہ کریں

''پھر یہ بھی ایک تجویز ہے آئندہ کے لئے، یہ بھی جماعت کو پلان (Plan) کرنا چاہئے کہ نوجوان جرنلزم (Journalism) میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں جن کو اس طرف زیادہ دلچسپی ہوتا کہ اخباروں کے اندر بھی ان جگہوں پر بھی، ان لوگوں کے ساتھ بھی ہمارا نفوذ رہے''۔
(الفضل انٹرنیشنل 3 تا 9 مارچ 2006ء)

(53) مالی قربانیوں کے جہاد میں حصہ لینے کی تلقین

فرمایا: ''یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں ایک جہاد مالی قربانیوں کا جہاد بھی ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے دفاع میں لٹریچر شائع ہوسکتا ہے، نہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہوسکتے ہیں، نہ یہ ترجمے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتے ہیں۔ نہ مشن کھولے جا سکتے ہیں، نہ مربیان، مبلغین تیار ہوسکتے ہیں اور نہ مربیان، مبلغین جماعتوں میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔ نہ ہی مساجد تعمیر ہو سکتی ہیں۔ نہ ہی سکولوں، کالجوں کے ذریعہ سے غریب لوگوں تک تعلیم کی سہولتیں پہنچائی جاسکتی ہیں۔ نہ ہی ہسپتالوں کے ذریعہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کی جا سکتی ہے۔ پس جب تک دنیا کے تمام کناروں تک اور ہر کنارے کے ہر شخص تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچ جاتا اور جب تک غریب کی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ مالی جہاد جاری رہنا ہے۔
(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 اپریل 2006ء)

(54) چندہ کی ہر تحریک میں حصہ لینے کی کوشش کریں

فرمایا: ''بعض موصیان یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم نے وصیت کی ہوئی ہے اس لئے ہم صرف وصیت کا چندہ دیں گے باقی ذیلی تنظیموں کے چندے یا مختلف تحریکات کے چندے ہم پر لاگو نہیں ہوتے۔ ورنہ توقع ایک موصی سے یہ کی جاتی ہے کہ ایک موصی کا معیار قربانی دوسروں کی نسبت، غیر موصی کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے۔ تو اگر وصیت کا صرف کم سے کم 1/10 حصہ دے کر باقی چندے نہیں دے رہے تو ہوسکتا ہے غیر موصی دوسرے چندے شامل کرکے موصیان سے زیادہ قربانی کر رہے ہوں۔ تو اس لحاظ سے واضح کر دوں کہ کوئی بھی چندہ دینے والا، چاہے وہ موصی ہیں یا غیر موصی ہیں اگر توفیق ہے تو تمام تحریکات میں چندے دینے چاہئیں کیونکہ ہر تحریک اپنی اپنی ضرورت کے لحاظ سے بڑی اہم ہے''۔
(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 اپریل 2006ء)

(55) ڈاکٹرز کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں حصہ لینے کی تحریک

''اس مالی قربانی کے ضمن میں ایک دعا کی بھی درخواست کرنی چاہتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے ایک دفعہ اعلان کیا تھا بلکہ شاید دو دفعہ کر چکا ہوں، کہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ جو ربوہ میں بن رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی خوبصورت عمارت ہے اور بڑا اعلیٰ اور معیاری انسٹیٹیوٹ بن رہا ہے، دل کی بیماریوں کے لئے۔ اس کے لئے مَیں نے دنیا کے ڈاکٹروں کو تحریک کی تھی کہ وہ اس میں خاص طور پر حصہ لیں اور قربانیاں کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کے ڈاکٹرز نے اس کے خرچ کی بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ تقریباً ایکوپمنٹ (Equipment) وغیرہ کا سارا خرچ وہی ادا کریں گے اور یہ بہت بڑا خرچ ہے۔''
(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 اپریل 2006ء)

(56) ہر احمدی کو جماعت کا فعّال حصہ بنائیں

''غیر پاکستانی احمدیوں کے یہ شکوے دور ہونے چاہئیں کہ ہم یہاں آ کر یوں محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم جماعت کا حصہ نہیں ہیں۔ یہ بہت خطرناک صورت ہوسکتی ہے۔ ان نئے آنے والوں سے کام بھی لیں، ان کے شکوے دور کریں۔ مَیں نے جائزہ لیا ہے، ان نئے آنے والوں کیلئے بعض سے مَیں نے یہ پوچھا ہے یہ کس حد تک صحیح ہے، بہرحال مجھے ان سے جو معلومات ملی ہیں یہی ہیں کہ یہاں ان کو باقاعدہ کوئی سکھانے کا انتظام نہیں ہے۔ عورتوں کیلئے دینی تربیت کا، تعلیم کا انتظام لجنہ کرے۔ مردوں کے لئے ذیلی تنظیمیں انتظام کریں، مجموعی طور پر جماعت جائزہ لے۔ اگر اس سلسلے میں ذیلی تنظیمیں پوری طرح فعال نہیں تو جماعتی نظام کے تحت انتظام ہو اور نگرانی ہو۔ اور جو ذیلی تنظیمیں سست ہیں ان کے بارے میں مجھے اطلاع بھی دیں۔ تو جب اس طرح کام کریں گے تبھی ہر احمدی کو جماعت کا فعال حصہ بنائیں گے۔''
(الفضل انٹرنیشنل 12 تا 18 مئی 2006ء)

(57) رشتہ ناطہ کے نظام کو فعّال ہونا چاہئے

''مَیں پہلے رشتوں کی بات کر رہا تھا۔ ضمناً یہاں یہ بھی بتا دوں کہ مجھے پتہ ہے رشتوں کے بڑے مسائل ہیں خاص طور پر لڑکیوں کے رشتوں کے کیونکہ مَیں نے عموماً دیکھا ہے شاید چھوٹی جگہوں پر بھی ہوں۔ فجی وغیرہ میں ماشاء اللہ لڑکیاں پڑھی لکھی ہیں۔ یہاں بھی رشتے ہیں۔ آسٹریلیا میں بھی اور جگہوں پر بھی ہیں۔ تو اس کے لئے ایک تو جماعت کا رشتہ ناطہ کا نظام ہے اس کو فعّال ہونا چاہئے۔ اور ویسے اگر پتہ لگے تو باہر بھی کوشش ہوسکتی ہے۔ اس لئے یہ جو آپ کے یہاں چار پانچ ملک ہیں ان میں باقاعدہ اس کا ہر جگہ ریکارڈ رکھا جانا چاہئے۔''
(الفضل انٹرنیشنل 12 تا 18 مئی 2006ء)

(58) بچوں کو نماز باجماعت کا عادی بنائیں

''پھر بچوں کو نمازوں کی عادت ڈالنے کے بارے میں حکم ہے۔ اکثر کو یہ حکم یاد بھی ہوگا، سنتے بھی رہتے ہیں، لیکن عمل کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو نمازیں پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ صرف فرض پورا کرنے کے لئے عادت نہ ڈالیں بلکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت راسخ کر دیں تاکہ وہ یہ سمجھ کر نماز پڑھنے والے ہوں کہ یہ ہمارے فائدے کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ہی ہماری دنیا و آخرت کی بقا ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ والدین خود بھی اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق نہ جوڑیں''۔
(الفضل انٹرنیشنل 2 تا 8 جون 2006ء)

(59) انانیت کے بت توڑنے کی تحریک

''امام الزمان، اس کے خلیفہ اور اس کے نظام کے آگے یوں سر ڈالنا ہوگا کہ انانیت کی ذرا سی بھی ملونی نظر نہ آئے، کچھ بھی رمق باقی نہ رہے۔ ورنہ تو یہ انانیت کے بُت اس نظام کے خلاف کھڑے نہیں ہوتے بلکہ پھر یہ خلیفہ وقت کے مقابلے پہ بھی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر بھی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ وہاں سے بھی اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر بھی کھڑے ہوجاتے ہیں۔''
(الفضل انٹرنیشنل 30 جون تا 6 جولائی 2006ء)

(60) مربیان اور عہدیداران کسی کی طرفداری نہ کیا کریں

''مربیان کو خیال رکھنا چاہئے کہ مربی کے لئے کبھی بھی جماعت کے کسی فرد کے ذہن میں یہ تاثر نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ فلاں مربی یا مبلغ کے فلاں شخص سے بڑے قریبی تعلقات ہیں اور اگر کوئی معاملہ اس کے سامنے پیش کیا جائے تو فلاں مربی یا مبلغ یا واقف زندگی اس کی ناجائز طرفداری کرے گا۔ مربی، مبلغ یا کسی بھی مرکزی عہدیدار کا یہ کام ہے کہ اپنے آپ کو ہر مصلحت سے بالا رکھ کر، ہر تعلق کو پس پشت ڈال کر جماعتی مفاد کے لئے کام کرنا ہے''
(الفضل انٹرنیشنل 30 جون تا 6 جولائی 2006ء)

(61) مہمانوں سے ایک جیسا سلوک کریں

''یہ اصول ہمیشہ یاد رکھیں خاص طور پر شعبہ مہمان نوازی اور خوراک والے یہ بات پلّے باندھ لیں کہ کسی مہمان کو یہ احساس نہ ہونے دیں کہ فلاں مہمان کو زیادہ پوچھا گیا اور فلاں کو کم یا فلاں کے لئے بیٹھنے کے لئے زیادہ بہتر جگہیں تھیں اور فلاں کے لئے کم۔ ٹھیک ہے بعض جگہیں بنائی جاتی ہیں، بعضوں کا تقاضا ہے، مریضوں کے لئے، بیماروں کے لئے یا ایسے مہمانوں کے لئے جو کسی خاص ملک کے نمائندے ہیں اور ان کو وہاں زبان کی وجہ سے بٹھانا پڑتا ہے یا پھر ایسے ہیں جو غیر ہیں وہ آتے ہیں لیکن عمومی طور پر جو مہمان نوازی کا اصول ہے، سب مہمانوں سے ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔''
(الفضل انٹرنیشنل 11 تا 17 اگست 2006ء)

(باقی آئندہ)

بقیہ: مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی۔۔۔۔از صفحہ 10

Management in اور Real State Economy Freight Conveyance شامل ہیں۔

☆5 پرائیویٹ کمپنیوں جن میں سوفٹ ویئر کمپنی، پرنٹنگ پریس، ٹیلیفون کمپنی، ٹرانسپورٹ فرم اور ٹریولنگ کمپنی شامل ہیں نے اپنے سٹال لگائے۔

☆5 جماعتی شعبہ جات ہیومینیٹی فرسٹ، مجلس خدام الاحمدیہ، ایم ٹی اے، تعمیر سو مساجد اور ایڈوینچر کلب نے اپنے سٹال لگائے۔

☆اس کے علاوہ پینٹنگ اور پیراگلائڈنگ کے بارہ میں معلوماتی سٹال بھی اس نمائش کا حصہ تھے۔

اس Fair کی ایک خاص بات مختلف مضامین کے بارہ میں ہونے والے لیکچر بھی تھے۔ کل 10 مضامین کے بارہ میں ہونے والے یہ لیکچر بیک وقت مختلف کمروں میں جاری رہے۔ جن مضامین کے بارہ میں لیکچر ہوئے وہ یہ ہیں: Medical Science، Architecture، Islamic Studies، Power Engineering، Law، Economical Law، Computer Science، Economical Science، My way to PhD. اور Pilot Training۔ اس پروگرام کے ایک خاص مہمان Dr. Peter Wright لیکچرار یونیورسٹی آف Heidelberg تھے جنہوں نے Scientific work کے موضوع پر لیکچر دیا۔

اختتامی تقریب میں مکرم حافظ مظفر عمران صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے خدام کو اپنے علم میں اضافے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنے نیز نظام جماعت اور خلافت احمدیہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ یہ Educational Fair اختتام پذیر ہوا۔ اس Educational Fair میں مجموعی طور پر 247 احباب شامل ہوئے جن میں سے 141 سکول اور کالج کے طلباء اور 48 یونیورسٹی کے طلباء شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس Educational Fair میں شامل تمام احباب کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

(اسامہ انور قریشی۔ ایڈیشنل معتمد
مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ
6214750
6214760
اقصیٰ روڈ
6212515
6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی
تیسری سالانہ نیشنل تربیتی کلاس اور تعلیمی فیئر

نیشنل تربیتی کلاس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو اپنی تیسری سالانہ نیشنل تربیتی کلاس 23 تا 26 دسمبر 2007 بمقام ناصر باغ، گروس گیراؤ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اس چار روزہ کلاس میں جرمنی بھر سے 317 خدام شامل ہوئے۔ جبکہ گزشتہ سال اس کلاس میں 240 خدام شامل ہوئے تھے۔

اس کلاس کے لئے جو نصاب تیار کیا گیا اس میں ترتیل القرآن، ترجمۃ القرآن، حفظِ قرآن، حدیث، فقہ احمدیہ، خلافت جوبلی دعائیں، منصب خلافت، تاریخ اسلام (اسلام میں اختلافات کا آغاز) اور تبلیغ (دعوت الی اللہ) کے سنہری اصول کے مضامین شامل تھے۔ یہ نصاب اردو اور جرمن ہر دو زبان میں تیار کر کے تمام شاملین کو دیا گیا۔

روزانہ کلاس کا آغاز نماز تہجد سے کیا جاتا رہا۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن کا اہتمام ہوتا۔ تدریس میں روزانہ نصاب کی پڑھائی کے علاوہ تلقین عمل کے تحت تعلق باللہ، اللہ تعالیٰ سے محبت، آنحضرت ﷺ سے محبت کے موضوعات پر مربیان سلسلہ نے لیکچر دیئے۔ اس کے علاوہ بھی بعض لیکچر رکھے گئے تھے جن میں نماز، پاکدامنی، اسلام اور عقل، تاریخ احمدیت 1914ء کے واقعات، ترجمانی کی ٹیکنیک، نیشنل امیر صاحب کے ساتھ تبادلۂ خیال، جماعت کی ویب سائٹ alislam.org کا تعارف اور مجلس سوال و جواب شامل ہیں۔

خلافت جوبلی کے آمدہ سال کے پیش نظر ہر نماز کے بعد تمام حاضرین مل کر خلافت جوبلی کی دعائیں دہراتے رہے۔ کلاس کے دوران Climate Change کے متعلق ایک ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی۔ اسی طرح Self Defence کے بارہ میں ایک دلچسپ پروگرام کروایا گیا۔ کلاس کے آخری روز طلباء کا تحریری امتحان لیا گیا۔

تحریری امتحان کے بعد اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی تھے۔ امیر صاحب نے کلاس میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ اپنے اختتامی خطاب میں امیر صاحب نے کلاس کے شرکاء کو اپنے قبول احمدیت کی ایمان افروز داستان سنائی۔ دعا کے ساتھ اس کلاس کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تربیتی کلاس میں شامل تمام احباب کو اپنے فضلوں سے نوازے، انتظامی کمیٹی پر بھی اپنا خاص فضل فرمائے جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس پروگرام کے کامیاب انعقاد کو ممکن بنایا۔ نیز مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے جملہ ممبران کو اخلاص و وفا میں ترقی کرتے ہوئے خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوطی سے جڑا رہنے والا بنائے۔ آمین

(محمد لقمان مجوکہ۔ مہتمم تربیت
مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

نیشنل تعلیمی فیئر

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 22 دسمبر 2007 کو نیشنل سطح پر اپنی نوعیت کا پہلا Educational Fair بیت السبوح، فرینکفرٹ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ احمدی نوجوانوں کو یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے والے مختلف مضامین اور پیشوں کے متعلق مفید معلومات حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایت کہ تعلیم کے میدان میں نئے راستے تلاش کئے جائیں تا کہ خدام کو انکی تعلیمی ترقی میں مدد دی جاسکے اور طلباء کا آپس میں رابطہ مضبوط کیا جائے کے سلسلہ میں بھی یہ نمائش ایک اہم قدم تھی۔

اس مقصد کے لئے جو انتظامی کمیٹی تشکیل دی گئی اس کے ناظم اعلیٰ مکرم فیضان اعجاز صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی تھے جبکہ مکرم شیراز خان صاحب مہتمم امور طلباء اس کے سیکریٹری تھے۔

مختلف احمدی کمپنیوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اس موقع پر اپنے آپ کو پیش کریں اسی طرح مختلف یونیورسٹیوں کے پروفیسروں اور طلباء کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ اس پروگرام میں شامل ہو کر اپنی فیلڈ کا تعارف کروائیں۔ قائدین مجالس اور زونل قائدین کے ذریعہ اس پروگرام کی تشہیر کی گئی تا جرمنی بھر سے زیادہ سے زیادہ خدام اس پروگرام میں شامل ہو کر استفادہ حاصل کریں۔ پروگرام سے قبل مقام نمائش کو خوبصورتی کے ساتھ تیار کیا گیا۔ اسی طرح مختلف مضامین کے بارہ میں لیکچرز کے لئے لیکچر روم تیار کئے گئے۔

22 دسمبر کو صبح ساڑھے دس بجے افتتاحی تقریب کے ساتھ اس پروگرام کا آغاز ہوا۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی تھے۔ اپنے افتتاحی خطاب میں امیر صاحب نے علم کے حصول کی اہمیت پر روشنی ڈالی نیز احمدی طلباء کو نصیحت کی کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ افتتاحی تقریب کے بعد شرکاء نمائش کے پاس یہ موقع تھا کہ وہ ہال میں لگے مختلف سٹالز سے جا کر معلومات حاصل کرسکیں اور وہاں پر موجود معلوماتی کتابچے اور رسائل ساتھ لے جاسکیں۔ اسی طرح مختلف مضامین کے بارہ میں لیکچرز سن سکیں اور سوالات پوچھ سکیں۔

Educational Fair میں مندرجہ ذیل سٹال لگائے گئے:

☆ 4 یونیورسٹیوں کے پروفیسر یا طلباء نے اپنی یونیورسٹی میں پڑھائے جانے والے بعض مضامین کے بارہ میں سٹال لگائے۔ جن میں ٹیکنیکل یونیورسٹی ڈارمسٹڈ، یونیورسٹی ہائیڈلبرگ، یونیورسٹی منہائم اور یونیورسٹی آف اپلائیڈ سائنس ہائیڈلبرگ شامل ہیں۔

☆ جن مضامین کے بارہ میں سٹال لگائے گئے ان میں Computer Science، Electrical Engineering، Automation، Civil Engineering، Physics، Archeology، Biotechnology، Engineering

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

نماز جنازہ

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ یکم مارچ 2008ء بوقت 10:30 بجے صبح احاطہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم برکت بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری شاہ دین صاحب آف جمال پور سندھ)

آپ 27 فروری کو لندن میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کچھ عرصہ سے یوکے میں اپنے بچوں کے پاس رہائش پذیر تھیں۔ آپ حضرت مولوی عطا اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ انتہائی نیک، صوم وصلوۃ کی پابند اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ 6 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم حمید احمد صاحب ظفر واقف زندگی ہیں اور بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد شریف درانی صاحب سابق معلم وقف جدید ربوہ)

آپ 11۔ دسمبر 2007ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے اپنے میاں کے ہمراہ مختلف جماعتوں میں رہ کر بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ آپ اللہ کے فضل سے 1/3 حصہ کی موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مظفر احمد صاحب درانی مربی سلسلہ ہیں اور آجکل وکالت تصنیف میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی مرحوم آف کشمیر انڈیا)

آپ 12۔ فروری 2008ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ آپ موصیہ تھیں اور اپنی زندگی میں ہی آپ نے حصہ جائیداد ادا کرنے کی توفیق پائی۔ پابند صوم وصلوۃ ہونے کے علاوہ سلسلہ کے لئے غیرت اور ایثار کا جذبہ رکھنے والی، نہایت صابر وشاکر خاتون تھیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد شاہ صاحب امیر جماعت کولون (جرمنی) کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم میجر منصور احمد سیال صاحب (ابن حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ آف قصور)

آپ 21۔ نومبر 2007ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم ایک باغیرت احمدی تھے۔ فوجی ملازمت کے دوران جہاں بھی تعینات رہے وہاں مقامی جماعت سے مضبوط تعلق رکھا۔ صوم وصلوۃ کے پابند اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعت احمدیہ قصور میں بطور قاضی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔

(4) مکرم ڈاکٹر خلیل الرحمان صاحب (سابق امیر ضلع ملتان)

آپ 19۔ اکتوبر 2007ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم حضرت منشی عبداللہ صاحب سیالکوٹی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ انتہائی ملنسار، خوش اخلاق اور دینی خدمات کا جذبہ رکھنے والے نیک انسان تھے اور اپنی اولاد کو بھی خدمت دین کی تلقین کرتے رہے۔ آپ نے خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کی سطح پر مختلف حیثیتوں میں بے لوث خدمت کی توفیق پائی۔

(5) مکرمہ طاہرہ نسیم صاحبہ (اہلیہ مکرم عطاء اللہ صاحب نسیم بھیروی)

آپ 5 فروری 2008ء کو لاہور میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ نہایت نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(6) مکرمہ رسول بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عطاء اللہ صاحب درویش گجراتی آف حیدرآباد۔ سندھ)

مکرمہ رسول بیگم صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے حیدرآباد کی دو مجالس بشیر آباد اور مبارک آباد میں، جنرل سیکرٹری اور صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو سینکڑوں خواتین، اطفال اور ناصرات کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ تہجد گزار، مہمان نواز، ہمدرد اور دعا گو خاتون تھیں۔

(7) مکرم خلیفہ جناح الدین صاحب (ابن مکرم خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب آف جرمنی)

آپ 15۔ دسمبر 2007ء کو جرمنی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ صوم وصلوۃ کے پابند اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے نیک انسان تھے۔

(8) مکرمہ گلناز بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم آف الیاس کالونی صادق آباد)

مکرمہ گلناز بیگم صاحبہ پر 24 اور 25 فروری کی درمیانی رات اپنی بیٹی، نواسی اور ایک اور احمدی خاتون کے ساتھ اپنے گھر صادق آباد میں تھیں کہ دو نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر ان پر چاقو سے حملہ کیا جس سے وہ موقعہ پر ہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کی عمر 75 سال تھی۔ ان کی بیٹی شدید زخمی ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ آپ اپنی مجلس میں صدر لجنہ بھی رہ چکی ہیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے محترم عبدالقدیر قمر صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل نور فاؤنڈیشن ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق قرآن

کریم ظفر ملک ۔ لاہور

حضرت مسیح موعو علیہ السلام کی پوری زندگی بچپن سے لے کر وصال مبارک تک اللہ تعالیٰ، حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ اور عشق قرآن مجید کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ تاہم ''مشتے از خروارے'' کے طور پر چند ایک کلمات اور واقعات تحریر کرنے کی سعادت پا رہا ہوں۔

تیرھویں صدی ہجری میں اسلام انتہائی کسمپرسی اور بیکسی کے عالم میں تھا۔ اسلام اور قرآن سے بے اعتنائی زوروں پر تھی۔ اس دور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''خدا نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ ﷺ ہے۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔''

(اشتہار 25 مئی 1900ء۔ از تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ 19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید سے جو عشق و لگاؤ تھا اس میں آپ منفرد ہیں۔ یہ عشق آپ کی پوری کتاب زندگانی پر محیط ہے۔ قرآن مجید کا مطالعہ اور اس پر تقریر کرنے کا اس قدر شوق و شغف تھا کہ اس کے بغیر جینا ناممکن تھا۔ اس محبت کا اندازہ آپ کے اس شعر سے بخوبی ہو جاتا ہے جہاں آپ فرماتے ہیں:

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ باوجود رئیس گھرانے سے تعلق رکھنے کے دنیاوی تنعّم اور لہو و لعب سے بہت دور تھے ہاں متانت سنجیدگی اور غور و فکر کرنے کی قوت ابتدا سے ہی قدرت نے آپ میں ودیعت فرمائی تھی۔ خود فرماتے ہیں:

''میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچتی ہے''۔

(الحکم جلد 5 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول)

تقریباً یہی عمر آپ کی پہلی شادی کی بھی بتائی جاتی ہے۔ لیکن کوئی دنیاوی کشش آپ کی خلوت پسندی، عبادت الٰہی اور استغراق میں مخل نہ ہو سکی۔ اگرچہ آپ نے اپنے گھر والوں کے ساتھ، حسن معاشرت اور نیک سلوک کرنے میں کسی طرح بھی کمی نہ آنے دی۔ لیکن مطالعہ کتب خاص کر قرآن کریم کے مطالعہ میں آپ کا انہماک پہلے سے زیادہ بڑھ گیا تا کہ ان اعتراضات کا جو اسلام اور بانی اسلام ﷺ پر مخالفین کی طرف سے کئے جاتے ہیں، ابطال ہو۔

آپ نے علاوہ مطالعہ قرآن کریم کے دعاؤں پر بھی کثرت سے زور دیا تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے آپ کو قرآن مجید کے دقائق و حقائق اور معارف سکھائے کیونکہ آپ کا عقیدہ تھا کہ:

غیر را ہرگز نہ باشد در کوئے یار
ہر کہ آید ز آسمان او راز آں یار آورد

خود بخود فہمیدن قرآں گمانِ باطل است
ہر کہ از خود آورد اُو نجس و مردار آورد

یعنی خدا تعالیٰ کے کوچہ میں غیر کو ہرگز داخلہ نہیں ہوتا۔ جو آسمان سے آتا ہے وہی اس یار کے اسرار ہمراہ لاتا ہے۔ آپ ہی آپ قرآن کریم کو سمجھ لینا ایک غلط خیال ہے۔ جو شخص اپنے پاس سے اس کا مطلب پیش کرتا ہے وہ گندگی اور مردار ہی پیش کرتا ہے۔

غرض ان ایام میں آپ کو دعاؤں اور قرآن کریم کے مطالعے میں زیادہ انہماک تھا حتی کہ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں ہم نے جب بھی آپ کو دیکھا قرآن مجید ہی پڑھتے دیکھا۔ چنانچہ بٹالہ کے ایک غیر احمدی تحصیلدار منشی عبدالواحد صاحب (جو کثرت سے حضور علیہ السلام کے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس قادیان آتے تھے اور جنہیں بچپن سے حضور کو بار بار دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا) کی شہادت ہے کہ حضور چودہ پندرہ سال کی عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور مرزا غلام مرتضیٰ صاحب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا ہے۔

''ابتدائی زمانہ کے متعلق حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضور قرآن مجید کے علاوہ بخاری، مثنوی، رومی، دلائل الخیرات، تذکرہ الاولیاء، فتوح الغیب اور سفر السعادات بھی پڑھتے اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ مگر بہر حال اکثر توجہ قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف تھی۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی ہی یہ روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔''

یہ مطالعہ سطحی نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ قرآن مجید کے لفظ لفظ کی باریکیوں تک پہنچنے کے لئے یہاں تک گہرا غور و فکر فرماتے کہ دنیا جہاں سے بیگانہ ہو کر قرآن مجید کی وسعتوں میں گم ہو جاتے اور آپ کے والد بزرگوار کو بار بار کہنا پڑتا کہ مطالعہ میں اس درجہ انہماک صحت پر برا اثر ڈالے گا کیونکہ آپ بحیثیت طبیب دیکھ رہے تھے کہ آپ کی غذا نہایت قلیل ہے۔ مگر دوسری طرف مطالعہ کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ زمانے میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی روایت ہے کہ کبھی حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلاتے اور دریافت کرتے کہ ''سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے''۔ میں کہتا کہ قرآن دیکھتے ہیں۔ اس پر وہ کہتے ہیں کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے؟ پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ میں جواب دیتا کہ ہاں سوتا بھی ہے اور اٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کہتے کہ اس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ میں اوروں سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی خواہش تھی کہ آپ زمین داری اور مقدمات کی پیروی میں ان کے حسب منشاء دلچسپی لیں۔ جو حضرت نہیں لیتے تھے ورنہ دل میں بخوبی جانتے تھے کہ بیٹا جو کچھ کر رہا ہے ٹھیک کر رہا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ فرمایا بھی:

''میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ کس طرف اس کی توجہ ہے (یعنی دین کی طرف۔ ناقل) اور سچ بات تو یہ ہے کہ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔''

قیام سیالکوٹ

حضور علیہ السلام کے منشاء مبارک کے خلاف حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے حضورؑ کو سیالکوٹ میں متفرقات کی آسامی پر ملازم کرا ہی دیا۔ دفتری فرائض کی سرانجام دہی کے بعد آپ اکثر وقت تلاوت قرآن کریم، عبادت گزاری، شب بیداری، خدمت خلق اور تبلیغ اسلام ایسی اہم دینی مہمات میں گزارتے تھے۔

جب کچہری سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیام گاہ میں تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور تلاوت کلام مجید اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ لوگوں کو اس خلوت نشینی اور گوشہ گزینی کی ٹوہ ہوئی۔ جب انہوں نے ایک دن موقعہ پا کر اس مخفی زندگی کے راز کو پایا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے کیا دیکھا کہ حضور قرآن مجید ہاتھ میں لئے اور نہات عاجزی، رقت، الحاح وزاری اور کرب سے دست بہ دعا ہیں کہ:

''یا اللہ تیرا کلام ہے مجھے تو تُو ہی سمجھائے گا تو سمجھ سکتا ہوں۔''

مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب کی روایت ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلواتے اور ان کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔ مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد صاحب کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔ میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے کہ زمین تر ہو جاتی۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 122)

ملازمت سے استعفیٰ دے کر جب واپس آئے تو حسب عادت مبارک قرآن شریف کی تلاوت اور غور و فکر بدستور جاری رہا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

''میری نانی اماں (یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی خوشدامنہ صاحبہ) نے بیان کیا کہ جس وقت میں گھر میں آئی تھی (یعنی علاج کیلئے انہیں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے والد ماجد کے پاس لائے تھے) میں نے حضرت صاحب کو پیٹھ کی طرف سے دیکھا تھا کہ ایک کمرہ میں الگ بیٹھے ہوئے رحل پر قرآن شریف رکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ میں نے گھر والیوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب کا چھوٹا لڑکا ہے۔ اور یہ بالکل ولی آدمی ہے۔ قرآن پڑھتا رہتا ہے۔''

(سیرۃ المہدی صفحہ 237)

تصنیف براہین احمدیہ

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا معمول مبارک زیادہ تر مطالعہ کتب اور ذکر الٰہی میں گزرتا تھا۔ بچپن سے لے کر تصنیف براہین احمدیہ تک آپ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے اور نوٹ لیتے۔ اسی طرح اسلام پر ہو رہے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیتے، مباحثات میں حصہ لیتے اور فہم قرآن کے لئے دعا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور فہم قرآن کی دعائیں بتاتی ہیں کہ آپ پادریوں، دہریوں اور دوسری اسلام مخالف تحریکوں کی طرف سے ہو رہے اعتراضات کو سنتے اور بے چین ہو جاتے تھے۔ اور قرآن کریم کی صداقت اور نبی اکرم ﷺ کے جلال کے اظہار کیلئے بے قرار اور مضطرب ہو جاتے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ آپ ابھی مامور نہ تھے۔ لیکن چونکہ آپ آگے چل کر اس عظیم الشان خدمت پر مامور ہونے والے تھے لہذا اللہ تعالیٰ آپ کی اپنے دست قدرت سے تربیت کر رہا تھا۔ ادھر فہم قرآن کیلئے دعائیں ہو رہی تھیں۔ ادھر اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ عیسائی پادری اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ اسلام کو کچل ڈالنا چاہتے تھے یہاں تک کہ پادری عماد الدین نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اگر ہم مسلمانوں کو عیسائی نہ بنا سکے تو مسلمان بھی نہ رہنے دیں گے۔ پادریوں کی کاسہ لیسی میں دوسرے مذاہب والے بھی اسلام کے خلاف زہر اگل رہے تھے۔ یہ تو بیرونی حملے تھے۔ اندورنی طور پر بھی خود مسلمان ایسے بے دست و پا تھے کہ بات بنائے نہ بنتی تھی۔ ایسے وقت میں آپ نے قرآن مجید کی برتری و فوقیت اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کیلئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت محسوس کی تا کہ تمام مذاہب باطلہ کی تردید اور اسلام پر ہر قسم کے اعتراضات کے جوابات نہایت معقول اور مدلل طور پر دیئے جائیں۔ چنانچہ اس طرح براہین احمدیہ تالیف ہوئی۔ اس کتاب میں آپ نے علمی، عملی، عقلی اور منقولی سبھی ہتھیاروں سے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دئے۔ اور پھر ہر مذہب و ملت کے علماء کو 10,000 (دس ہزار) روپے کا انعامی چیلنج دیتے ہوئے یہ پرشوکت اعلان فرمایا:

''میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب وملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد ﷺ سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اس کتاب مقدس سے اخذ کر کے کیں ہیں، اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلا دے یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا ربع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہوں تو ہمارے دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین مُنصف منقولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آ گیا ہے۔ میں

مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے وحیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا۔''

(اشتہار انعامی ملحقہ براہین احمدیہ)

اس واضح ، غیر مبہم اور کھلے چیلنج کے بعد حضور علیہ السلام 28 برس تک زندہ رہے لیکن کسی کو مقابل پہ آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ باوجودیکہ حضور نے بار بار اس چیلنج کو دہرایا اور دشمنان اسلام کو غیرت دلائی لیکن پھر بھی کسی کو اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور نہ انشاء اللہ قیامت تک ہوگی۔ سچ فرمایا ہے آپ نے:

اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یوں ہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آئیں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جائیں

مشاہدہ بتاتا ہے کہ انسان زر، زمین اور زن سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ لیکن اس عاشق صادق کو دیکھئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ:

''میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا میری آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا میرے لئے آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ آنحضرت ﷺ اور دین کی ہتک اور استخفاف دیکھوں اور اس پر صبر کروں۔''

عشق قرآن میں آپ نے اپنی پوری جائیداد خدا کے حضور پیش کر دی۔

اس بات کا اظہار ہو چکا ہے کہ تیرھویں صدی ہجری میں اسلام نہایت کسمپرسی کی حالت میں تھا اور مسلمان زبون حال۔ مسلمان نہ صرف اسلام کے دوبارہ غالب آنے سے مایوس ہو چکے تھے بلکہ غضب یہ تھا کہ وہ اغیار کے دباؤ سے متاثر ہو کر اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں کا ذمہ دار اسلام کو تصور کرتے تھے۔ وہ قرآن مجید کو ظاہری تقدس تو دیتے تھے لیکن اس کے فیوض و کمالات باطنی سے بے بہرہ تھے۔ چنانچہ علماء اسلام بوجہ اپنی کم مائیگی اور عدم علم و عرفان قرآن مجید کے مخالفین اسلام کو جواب دینے یا مطمئن کرنے سے قاصر تھے، ان سب ناگفتہ بہ حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی الہام کا منکر ہوا تو کوئی دعا کے اثرات سے نہ صرف انکاری بلکہ اس بات کا کھلے عام چرچا بھی کرنے لگا۔ قرآن کریم کو قصہ و کہانیوں کی کتاب سمجھا گیا اور اپنے زعم میں اس آخری شریعت اور آخری نور کو دوسری کتابوں کے تابع کر دیا گیا اور جہاں بات سمجھ میں نہ آئی ان آیات کو ہی منسوخ قرار دیا گیا۔ اس غلط اور بے ہودہ خیال نے یہاں تک زور پکڑا کہ بعض لوگوں نے تو کئی سو آیات قرآنی کو منسوخ قرار دیا۔ بعض علماء نے تو ایسی آیات کو پانچ سو ظاہر کیا اور بعض نے سو۔ اس طرح جس عالم کے ذہن نے جتنا کام کیا اس قدر اس نے ظاہر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اگر کوئی آیت ان کی سمجھ میں نہ آئی تو انہوں نے اسے اپنی کم فہمی کی طرف منسوب کرنے کے بجائے قرآن کریم کی طرف منسوب کر دیا۔ آپ نے واضح رنگ میں اعلان کیا کہ قرآن کریم کی کسی آیت کا منسوخ ہونا تو درکنار اس کا ایک نقطہ یا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں۔ قرآن مجید بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی س تک سارا واجب العمل اور سراسر رحمت ہے۔ آپ نے فرمایا:

''قرآن شریف میں نسخ منسوخ ہرگز جائز نہیں۔'' (تذکرۃ المہدی حصہ دوم 45)

نیز فرمایا:

''جو شخص اپنے نفس کیلئے خدا تعالیٰ کے کسی حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا شعشہ قرآن مجید کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اس کیلئے پکڑے جاؤ۔'' (کشتی نوح)

نیز فرمایا:

''علماء نے مساحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات قرآنی کا ناسخ قرار دیا ہے لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔''

(الحق مباحثہ لدھیانہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کے تمام غلط خیالات کا جو قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں میں پائے جاتے تھے ازالہ فرمایا اور ایسے حقائق اور معارف بیان فرمائے جن کی وجہ سے قرآن کریم کی عظمت اور جلالت شان کا سکہ دلوں میں بٹھا دیا۔ آپ نے فرمایا:

''تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مُصَدِّق یا مُکَذِّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اعلان کیا کہ قرآن حکیم کے معانی غیر محدود اور لامتناہی ہیں اور ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اسلام کی صداقت پر دلیل بنتے رہیں گے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''اے بندگان خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اُس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص برہمو ہو، بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن۔ جلد 3 صفحہ 257-258)

نیز فرمایا:

''یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم بذاتِ خود معجزہ ہے اور بڑی بھاری وجہ اعجاز کی اس میں یہ ہے کہ وہ جامع حقائق غیر متناہیہ ہے مگر بغیر وقت کے وہ ظاہر نہیں ہوتے بلکہ جیسے جیسے وقت کے مشکلات تقاضا کرتے ہیں وہ معارف ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ دیکھو دنیوی علوم جو اکثر مخالف قرآن اور غفلت میں ڈالنے والے ہیں کیسے آج کل ایک زور کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں۔ اور زمانہ اپنے علوم ریاضی اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتوں میں کیسی ایک عجیب طور کی تبدیلیاں دکھا رہا ہے۔ کیا ایسے نازک وقت میں ضرور نہ تھا کہ ایمانی اور عرفانی ترقیات کیلئے بھی دروازہ کھولا جاتا تا شرور محدثہ کی مدافعت کیلئے آسانی پیدا ہو جاتی۔ سو یقیناً سمجھو کہ وہ دروازہ کھولا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن۔ جلد 3 صفحہ 467)

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ صرف ادعا ہی ادعا ہے لیکن ایسا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے۔

''مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جس کے مقابل تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزوں سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔''

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن۔ جلد 11 صفحہ 345)

آپ فرماتے ہیں:۔

وَوَاللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ
وَاٰیَاتُہٗ مَقْطُوْعَۃٌ لَا یُغَیَّرُ

کہ خدا کی قسم قرآن کریم میں ہر ایک حقیقت ہے اور اس کی آیات ایسی قطعی ہیں کہ اُن میں ردوبدل اور تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔

لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔

شکلِ قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود
ذوقِ آں میداند آں مستے کہ نوشد آں شراب

(برکات الدعا)

یعنی جب تک طالب حق پاک باطن نہیں ہوتا اور جب تک اُس یارِ بے مثال کا عشق اس کے دل میں جوش نہیں مارتا تب تک کوئی قرآنی اسرار کو کیونکر سمجھ سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔

''میں قرآن شریف کے حقائق و معارف کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے''۔

پھر فرماتے ہیں:۔

''اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں''

(اربعین نمبر 1)

آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا:۔

''اور جو دینی اور قرآنی حقائق و معارف اور اسرار مع لوازم بلاغت و فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کیلئے آئے تو مجھے غالب پائے گی اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اٹھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا ہی پلّہ بھاری رہے گا''۔ (ایام الصلح)

اس عاشق قرآن نے اندرونی اور بیرونی محاذوں پر سینہ سپر ہو کر عشق قرآن میں اپنا رواں رواں جھونک دیا اور دشمن قرآن کو ایسا ساکت کر دیا کہ وہ اپنے مذہب کی فکر میں لگا اور اسے اپنی کمزوریاں نظر آنے لگیں۔ آپ نے خوب فرمایا۔

جب قرآن کریم کا مُہیب شیر غرانے لگے تو پھر ذلیل لومڑی کا شور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

آپ کا ایک معاند مولوی محمد حسین بٹالوی بار بار اپنی عربی دانی کا چرچا کرتا تھا اور حضور اقدس کو حقارت سے منشی کے لقب سے یاد کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں چیلنج دیا کہ وہ عربی میں بالمقابل قرآن کریم کی تفسیر لکھ لیں جس سے عربی دانی اور قرآن دانی دونوں کا پتہ لگ جائے گا اور فرمایا کہ یہی میرے صدق و کذب کی محک بھی ہوگی۔ فرمایا۔

''عاقل سمجھ سکتے ہیں کہ منجملہ نشانوں کے حقائق اور لطائف حکمیہ کے نشان بھی ہوتے ہیں جو خاص اُن کو دیئے جاتے ہیں جو پاک نفس ہوں اور جن پر فضل عظیم ہو۔ جیسا کہ آیت لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور آیہ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے۔ سو یہی نشان میاں محمد حسین کے مقابل پر میرے صدق اور کذب کے جانچنے کیلئے کھلی کھلی نشانی ہوگی اور اس فیصلہ کے لئے احسن انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مختصر جلسہ ہو کر منصفان تجویز کردہ اس جلسہ کے چند سورتیں قرآن کریم کی جن کی عبارت اسی آیت سے کم نہ ہو تفسیر کے لئے منتخب کر کے پیش کریں اور پھر بطور قرعہ اندازی کے ایک سورۃ اُن سے نکال کر اُسی کی تفسیر معیار امتحان ٹھہرائی جائے اور اس تفسیر کے لئے یہ امر لازمی ٹھہرایا جاوے کہ بلیغ و فصیح زبان عربی اور مقفّٰی عبارت میں قلم بند ہو اور دس جزو سے کم نہ ہو اور جس قدر اس میں حقائق اور معارف لکھے جائیں وہ نقل عبارت کی طرح نہ ہو بلکہ معارف غریبہ اور لطائف خوبیہ ہوں جو کسی دوسری کتاب میں نہ پائے جائیں اور بایں ہمہ اصل تعلیم قرآنی سے مخالف نہ ہوں''۔ (اشتہار 30 مارچ 1893)

اس چیلنج کو پڑھ کر بٹالوی صاحب کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور باوجود بار بار یاد دہانی کے وہ ایسے خاموش ہوئے جیسے کہ اُن کو خبر ہی نہ ہو۔ سچ کہا ہے خدا کے مسیح نے کہ جب اللہ تعالیٰ کے شیر غراتے ہیں تو لومڑیاں تھرّاتی ہیں۔

حضور نے پادریوں کو للکارتے ہوئے فرمایا:

''واقعی اور حقیقی یہی بات ہے کہ توریت اور انجیل کو علوم حکمیہ میں سورہ فاتحہ کے ساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ ہم کیا کریں اور کیونکر فیصلہ ہو۔ پادری صاحبان ہماری کوئی بات بھی نہیں مانتے۔ بھلا اگر وہ اپنی توریت یا انجیل کو معارف اور حقائق کے بیان کرنے اور خواص کلام الوہیت ظاہر کرنے میں کامل سمجھتے ہیں تو ہم بطور انعام پانسو روپیہ نقد اُن کو دینے کیلئے طیار ہیں۔ اگر وہ اپنی کل ضخیم کتابوں میں سے جو ستر کے قریب ہوں گی وہ حقائق اور معارف شریعت

اور مرتب اور منتظم دُرِ حکمت و جواہر معرفت و خواص کلام الوہیت دکھلا سکیں جو سورہ فاتحہ میں سے ہم پیش کریں‘‘
(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد12 صفحہ 360)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس انعام کو پچاس ہزار تک بڑھایا مگر آج تک پادری صاحبان اس چیلنج کے سامنے خاموش و ساکت ہیں اور ہمیشہ ساکت رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

’’یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورہ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے۔ اس قدر عجائبات اس سورۃ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے۔ اس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اس سے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبارِ غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئیں اور ہر یک مشکل کے وقت اس کے پڑھنے کی حالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا‘‘
(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1 صفحہ 463 حاشیہ)

مخالفین اسلام نے جہاں عقلی اور فلسفیانہ دلائل کے ساتھ اسلام پر حملے کئے وہاں مسلمانوں کی اندرونی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر خصوصاً نئی پود کو اسلام سے برگشتہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے توہمات اور اُن میں رائج غلط عقائد سے فائدہ اٹھا کر اسلام پر چاروں طرف سے حملے کئے لیکن علماء اسلام اپنے غلط عقائد کی وجہ سے اُن کا مقابلہ نہ کر پاتے تھے۔

قرآن شریف کی غلط تفسیریں اس طرح معرض وجود میں آ گئی تھیں کہ قرآن حکیم کے بیان کردہ حکمت سے پُر واقعات کو خلاف عقل و علم قصوں کا رنگ دیا گیا تھا۔ ایسے ایسے قصے تفسیروں میں بیان کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر اور سن کر انسانی ضمیر روحانی کوفت محسوس کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید کے ساتھ جو دلی لگاؤ تھا اُس کا تقاضا تھا کہ آپ اپنے محبوب پر تھوپی گئی اس قسم کی گند کو دور کرتے۔ آپ نے تفسیروں میں بیان شدہ اُن غلط باتوں کو صحیح رنگ میں پیش فرمایا اور ایسے اصول بیان کئے جن پر عمل کرنے سے تفسیر قرآن کے نئے باب کھل گئے اور ایسی دلکش تفسیر جو منشاء باری کے مطابق ہے آپ نے دنیا کو دی جس سے اپنے تو اپنے غیر بھی عش عش کر اُٹھے۔

صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا:۔

’’مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کے اُن لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ساکت کر دیا ہے اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ایسے اولی العزم حامی اسلام اور معین المسلمین، فاضل اجل، عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس ہے‘‘۔ (بحوالہ ریویو 1944ء)

اسی طرح علامہ اقبال کا یہ اعلان کہ:۔

مرزا غلام احمد قادیانی ’’سب سے بڑے دینی مفکر ہیں‘‘ اور جماعت احمدیہ ’’اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ‘‘ ہے بھی قابل غور ہیں۔ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم ایم اے ایل ایل بی پی ایچ ڈی لاہور فرماتے ہیں۔

’’تحریک احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارہویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلان عام کر رہے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کیلئے نشأۃ ثانیہ کیلئے بیداری کا آغاز ہے‘‘۔
(رسالہ استقلال لاہور صفحہ 10)

ایک انگریز اسکالر مسٹر چرڈ بیل کہتے ہیں۔

’’قرآنی تعلیمات کو ایسی شکل میں پیش کرنے کی کوشش جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مناسب حال ہو روحانی زندگی اور تبلیغی جدوجہد کی آئینہ دار ہے اور مجموعی لحاظ سے روشن خیال اور ترقی پسندی پر دلالت کرتی ہے‘‘
(ترجمہ از انگریزی عبارت ’تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک‘ صفحہ 48)

اس وقت نمونہ کے طور پر سورہ نمل کی آیت 44 کی تفسیر تفسیر جلالین میں سے پیش ہے لکھا ہے کہ

’’حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے شادی کرنے کا ارادہ کیا لیکن انہیں بتایا گیا کہ اُس کی ٹانگوں پر بہت بال ہیں جس کی وجہ سے انہیں بہت کراہت پیدا ہوئی۔ لیکن معاملہ کی اصل حقیقت کو معلوم کرنے کیلئے انہوں نے تدبیر سے کام لیا اور شیشوں کا ایک محل تیار کروایا اور اس سے کہا کہ اس میں داخل ہو جا۔ جس پر اس نے ٹانگوں کا کپڑا اٹھا لیا تا گیلا نہ ہو جائے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی ٹانگیں دیکھ لیں بالآخر اس سے انہوں نے شادی کر لی اور بہت محبت اور پیار کا سلوک کیا اور اپنے تخت سلطنت پر اسے بٹھایا۔
(تفسیر جلالین جلد نمبر2 صفحہ 77)

کئی تفاسیر میں ایسی ہی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اب اس قسم کی تفاسیر پڑھ کر کون سمجھدار انسان قرآن کریم کی عظمت یا برتری کا قائل ہو سکتا ہے۔ اس سے تو انبیاء علیہم السلام کی عفت و عصمت نہ صرف مشکوک بلکہ داغدار ہو جاتی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ قرآن حکیم اور اسلام سے نفرت ہی ہو سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تفسیر بیان فرمائی ہے وہ ایک طرف آپ کے عالی منصب کی غماز ہے تو دوسری طرف اس سے اسلام کی عزت اور برتری ثابت ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’خدا نے قرآن شریف میں یہ خوب مثال دی ہے کہ دنیا ایک ایسے شیش محل کی طرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفی شیشوں سے کیا گیا ہے اور پھر ان شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے۔ اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے اُن شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کہ پانی سے ڈرنا چاہئے حالانکہ وہ در حقیقت شیشے ہیں۔ مگر صاف اور شفاف۔ سو یہ بڑے بڑے اجرام جو نظر آتے ہیں جیسے آفتاب اور ماہتاب وغیرہ۔ یہ وہی صاف شیشے ہیں جن کی غلطی سے پرستش کی گئی اور اُن کے نیچے ایک اعلیٰ طاقت کام کر رہی ہے جو اُن شیشوں کے پردہ میں پانی کی طرح بڑی تیزی سے چل رہی ہے اور مخلوق پرستوں کی نظر کی یہ غلطی ہے کہ انہیں شیشوں کی طرف اس کام کو منسوب کر رہے ہیں جو اُن کے نیچے کی طاقت دکھلا رہی ہے یہی تفسیر اس آیت کریمہ کی ہے جو اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ۔ (النمل: 45) میں ہے۔
(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10 صفحہ 364-365)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

زِ عشاق فرقان و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

یعنی ہم قرآن حکیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں سے ہیں اُسی پر ہم آئے ہیں اور اسی حالت پر گزر جائیں گے۔ پھر فرماتے ہیں:

میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ

مجھے کسی سے تعلق نہ رہا۔ اب تُو ہی میرا معشوق کافی ہے کیونکہ اس خدائے فریاد رس کی طرف سے تیرا نور ہم کو پہنچا ہے۔

محبت کا یہی خاصہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق میں فنا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے معشوق کے رنگ میں نہ صرف خود ہی رنگین ہو جاتا ہے اور اُسی کے طور و طریق کو اپناتا ہے بلکہ وہ اپنے پورے ماحول، اپنے گھر بار اہل و عیال کو اُس رنگ میں رنگین دیکھنا چاہتا ہے۔ حضورؑ قرآن حکیم کے عشق و محبت میں سرشار تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کی اولاد بھی اور جماعت بھی اسی رنگ میں رنگین ہو۔ فرمایا:

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا‘‘

نیز فرمایا۔

’’ان سب کتابوں کو چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل و تدبر میں جان و دل کے ساتھ مصروف ہو جائیں۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی‘‘۔ (ملفوظات)

نیز ہر احمدی کیلئے لازم قرار دیا کہ وہ اس بات کا اقرار صالح کرے۔

’’یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آئے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کر لے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا‘‘۔
(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

’’مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت لینے کی درخواست کی۔ حضور نے اُس وقت تک سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا۔ حضور نے فرمایا:

’’اچھا تم ہمارے شاگرد بن جاؤ اور ہم سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیا کرو۔ پھر عید کے دن حضور نے فرمایا جاؤ ایک آنہ کے پتاشے لے آؤ تا باقاعدہ شاگرد بن جاؤ۔ میں نے بتاشے لا کر سامنے رکھ دیئے جو حضور نے تقسیم فرمائے اور کچھ مجھے بھی دے دیئے۔ پھر حضور مجھے ایک ہفتہ کے بعد ایک آیت کے سادہ معنے پڑھایا کرتے تھے اور کسی کسی آیت کی تھوڑی سی تفسیر بھی فرما دیتے تھے...... میں اُس سادہ ترجمہ کا ہی جو میں نے آپؑ سے نصف پارہ کے قریب پڑھا ہو گا اب تک اپنے اندر فہم قرآن کے متعلق ایک خاص اثر دیکھتا ہوں۔ نیز میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور میں جب قادیان آتا ہوں تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوتی مگر میں یہ دیکھتا ہوں وقتاً فوقتاً یکلخت مجھ پر بعض آیات قرآنی کے معنے کھولے جاتے ہیں اور میں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرا دی جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن شریف کے معارف دے کر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اس کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے۔ پس ہماری محبت کا بھی یہی فائدہ ہونا چاہئے‘‘ (سیرۃ المہدی)

قرآن مجید کی اشاعت کیلئے تڑپ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ طیبہ کے نمایاں اور بنیادی پہلو یہ ہیں کہ آپ کو ایک تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے عشق تھا دوسرے حبیب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ سے عشق تھا، تیسرے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے آپ کو عشق تھا اور آپ کی تحریرات نثر ہو نظم اس بات کی غماز ہیں۔ لیکن یہ محبت یہ عشق اور فنا صرف اظہار ہی نہ تھا بلکہ آپ نے جو کچھ کہا عملی رنگ میں ہمارے سامنے رکھا۔ آپ فرماتے ہیں:

دردا کہ حسنِ صورت فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند
صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند
اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یعنی ہائے افسوس کہ آج قرآن مجید کا حسن دنیا پر ظاہر نہیں وہ خود تو روشن اور عیاں ہے مگر عارفوں کا اثر نہیں۔ میں تو سینکڑوں بار خوشی سے اچھلوں اگر دیکھ لوں کہ قرآن مجید کا دلکش حسن و جمال دنیا پر پوشیدہ نہیں رہا۔ پس اے بے خبر انسان قرآن مجید کی خدمت پر کمر بستہ ہو جا پیشتر اس کے کہ تو دنیا سے رخصت ہو جائے اور اعلان ہو کہ فلاں شخص اب دنیا میں نہیں رہا۔

یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک کی کیفیت اور یہ وہ خواہش اور تڑپ ہے جس کا اظہار آپ نے بار بار کیا ہے۔ ان اشعار میں واضح طور پر اپنے جذبات کا اظہار اپنی فدائی اور جانثار جماعت کے سامنے رکھا ہے۔

آیئے ہم سب یہ عہد کریں کہ قرآن مجید کے ساتھ ایسا لگاؤ پیدا کریں کہ جیسا آپؑ نے ہم سے توقع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق دے۔ آمین

❀❀❀❀

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11/نومبر 2006ء میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے بارہ میں مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس حوالہ سے ایک مضمون قبل ازیں ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 3/مارچ 2006ء کے اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ ایک نامور صوفی، تابعی، مستجاب الدعوات، صاحب کرامت اور ظاہری و باطنی علوم میں یگانہ روزگار بزرگ تھے۔ آپ کے کلام میں بے حد تاثیر وقبولیت تھی۔ چنانچہ ہزارہا افراد نے آپ کی مجلس سے ہدایت پائی۔

آپ کی کنیت ابوسعید ابومحمد اور ابی بصر ہے۔ آپ کے والد موسیٰ راعی حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری کے آزاد کردہ غلام تھے اور والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی لونڈی تھیں۔ جب آپ پیدا ہوئے تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں لائے گئے جنہوں نے آپؒ کا نام حسن رکھا۔

ابتداء میں آپ جواہرات کی تجارت کرتے تھے اور حسن لولوئی کے نام سے مشہور تھے۔ جب عشق الٰہی کا غلبہ ہوا تو آپ نے سارا مال واسباب راہ خدا میں لٹا دیا اور دنیا سے کنارہ کش ہوکر عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوگئے۔ آپؒ سنت نبوی ﷺ کے بہت پابند تھے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ جب بصرہ تشریف لائے تو آپؓ نے تمام واعظین اور ذاکرین کو منع کردیا مگر حضرت حسن بصریؒ کا منبر باقی رہنے دیا۔ آپؒ نے 89 سال کی عمر میں 110 ہجری میں وفات پائی۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا معمول تھا کہ ہفتے میں ایک بار مجمع عام میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینارؒ کے پوچھنے پر فرمایا کہ لوگوں کی خرابی دل کے مرنے میں ہے یعنی دنیا کی محبت میں۔ حضرت جبیرؓ کو یہ نصیحت فرمائی کہ بادشاہوں کی بساط پر قدم نہ رکھنا اگرچہ وہ شفقت کریں اور کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنا خواہ تُو اُسے کتاب اللہ کی تعلیم دیتا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ امام حسن بصری کے اجداد عیسائی تھے۔ آپؒ بدظنّی کے مرض کا علاج یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دریائے دجلہ کے کنارے پر ایک نوجوان کو ایک بڑی حسین عورت کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔ اُن کے درمیان شراب کا مشکیزہ پڑا تھا اور وہ اُسے پی رہے تھے۔ بعض وقت وہ عورت اس نوجوان کو چوم بھی لیتی۔ میں نے کہا کہ یہ لوگ کیسے بدکار ہیں جو سرمیدان بدذاتی کررہے ہیں۔ اتنے میں ایک کشتی ڈوب گئی تو عورت کے اشارہ کرنے پر وہ نوجوان کودا اور چھ آدمیوں کو باہر نکال لایا۔ پھر آواز دی کہ او حسن! تُو بھی ایک کو تو نکال۔ نادان! یہ تو میری ماں ہے اور مشکیزہ میں دریا کا پانی ہے۔ ہم تو تیری آزمائش کو یہاں بیٹھے ہیں کہ دیکھیں تم میں سوءظنی کا مرض گیا ہے یا نہیں؟۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں اس دن میں ایسا شرمندہ ہوا کہ کبھی سوءظن نہیں کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ایک بار فرمایا کہ کہتے ہیں امام حسن بصریؒ اور حبیب عجمیؒ ایک دفعہ سیر کو نکلے۔ راستہ میں دریا آگیا۔ حبیبؒ نے کہا چلو۔ حسنؒ نے جواب دیا ٹھہرو، کشتی آلے۔ اس پر حبیبؒ نے کہا حسن! ابھی تک تم مشرک ہی ہو۔ یہ کہہ کر وہ تو چلتے ہوئے (اس زمانے کے نیچری تو نہیں مانتے مگر میں مانتا ہوں کہ وہ) کنارے پہنچ گئے۔ حسنؒ کشتی میں سوار ہوکر دیر کے بعد پہنچے تو حبیبؒ بولے کہ تمہیں کشتی لائی اور مجھے خدا لایا۔ حسنؒ نے فرمایا: دونوں کو خدا ہی لایا۔ کشتی کو خداتعالیٰ چاہتا تو غرق کردیتا، تُو نے صرف اپنا بچاؤ ڈھونڈا اگر میرے ساتھ کئی اَور آدمی بھی آئے۔ بڑا ایمان ناقص ہے۔ تُو خدا کی صفت ستاری کا عالم نہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کا ہمسایہ شمعون ایک آتش پرست تھا۔ وہ قریب المرگ ہوا تو آپؒ کی تبلیغ کی وجہ سے اِس شرط پر مسلمان ہوا کہ آپؒ اُسے جنت کا پروانہ لکھ دیں اور اُس پر اپنے اور اپنے بزرگان بصرہ کے دستخط ثبت کرکے قبر میں اتارتے ہوئے شمعون کے ہاتھ میں دیدیں۔ چنانچہ حسنؒ نے ایسا ہی کیا مگر بعد میں خیال آیا کہ میں نے جنت کا پروانہ کیونکر لکھ دیا۔ آپؒ اِسی خیال میں سوگئے اور شمعون کو دیکھا کہ تاج سر پر اور مکلّف لباس بدن میں پہنے ہوئے بہشت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے۔ اس نے کہا حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اپنے محل میں اتارا ہے اور اپنے کرم سے اپنا دیدار دکھایا، اب آپ کے ذمہ کچھ بوجھ نہیں رہا اور آپ سبکدوش ہوگئے۔ لیجئے یہ اپنا قرارنامہ۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت نہیں۔ جب حضرت حسنؒ خواب سے بیدار ہوئے تو خط آپ کے ہاتھ میں تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

کھجور

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4/نومبر 2006ء میں کھجور کے بارہ میں مکرم محمد طاہر شیراز صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جسے کتاب ''کھجور۔ ذاتی مطالعہ، مشاہدات اور تجربات'' از مکرم میاں محمد افضل صاحب سے استفادہ کرکے لکھا گیا ہے۔

کھجور واحد پھل ہے جس کے لئے دنیا کی ہر اہم زبان میں نام موجود ہے۔ قرآن مجید میں اسے نخل کہا گیا ہے۔ خشک کھجور کو عربی میں تَمَرْ اور تازہ پھل کو رطب کہتے ہیں۔ کھجور کا پھل پکا ہوا مگر سخت ہو تو اسے ڈوکا کہتے ہیں۔ اگر ڈوکے کو ایک خاص صورت میں ابال کر سکھا لیا جائے تو شکن دار کھجوریں حاصل ہوتی ہیں جو چھوہارا کہلاتی ہیں۔ خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں متعدد بار کھجور کا ذکر کیا ہے۔

آنحضور ﷺ نے مختلف بیماریوں کے لئے کھجور کا استعمال کیا ہے اور خوراک کے طور پر بھی آپ نے اسے بہت اہمیت دی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جس گھر میں کھجور نہیں گویا کہ اس گھر میں کوئی کھانا نہیں۔ پھر مسلم کی روایت ہے کہ اس گھر کے مکین بھوکے نہیں رہ سکتے جس میں کھجور ہو۔

کھجور کی ایک قسم عجوہ ہے جس کے متعلق حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: جس نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اسے نہ تو اس روز کوئی زہر نقصان دے سکتا ہے نہ کوئی دیوانگی اور فریب۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں کھجور کا گابھہ پیش کیا گیا اس پر آپؐ نے فرمایا ایک ایسا درخت ہے جس کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہے۔...... یہ کھجور کا پودا ہے جس کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہے۔

اگر مومن کی خوبیوں پر غور کیا جائے تو پتہ لگتا ہے کہ وہ اکیلا رہنا پسند نہیں کرتا۔ قناعت پسند ہے۔ بسااوقات اپنی جان دے کر دوسروں کی جان بچاتا ہے۔ مخالفت کی آندھیوں کا بڑی پامردی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ یہی خوبیاں کھجور میں بھی پائی جاتی ہیں۔

کھجور قناعت پسند پودا ہے۔ اس کے تنے کی چوڑائی جوانی کی عمر میں جتنی ہوجائے وہ آخر تک برقرار رہتی ہے۔ اگر اس کو خوراک حسب ضرورت نہ ملے تو اپنے تنے کو دبلا کرلیتا ہے اور میسر خوراک پر گزارا کرلیتا ہے۔ پھر اگر دوبارہ کھاد اور پانی وغیرہ مل جائے تو پہلے کی طرح موٹا ہوجاتا ہے۔

کھجور کا پودا طوفانی بگولوں کا مقابلہ انتہائی پامردی سے کرتا ہے۔ اس کے تنے میں خاص لچک ہوتی ہے جو تیز آندھی میں جھک کر پھر سیدھا ہوجاتا ہے۔ اس کے پتوں میں ہوا آسانی سے گزر جاتی ہے اور کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوتی۔

کھجور کا سر ہوتا ہے جس میں مغز ہے۔ مغز کو پھاڑ دیا جائے تو پودا مرجاتا ہے۔ کھجور انسان کی طرح سوشل بھی ہے۔ تنہا رہنا پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی علاقہ میں کھجور کا اکیلا درخت ہو تو زیادہ امکان ہے وہ ختم ہوجائے گا لیکن اگر زیادہ پودے ہوں تو اس چیز کا کم امکان ہے۔ اگر کھجور کے پودے پہلے کسی جگہ ہوں تو یہ خوب پھلے پھولے گا۔ اسی بنا پر نخلستان کا لفظ صرف کھجوروں کے سلسلے میں استعمال ہوتا ہے۔ نخلستان میں موجود کھجوروں کی جڑیں آپس میں مل جاتی ہیں اور یہ پودے نہ صرف اپنی بلکہ ایک دوسرے کی خوراک کا بھی خیال رکھتے ہیں۔

کھجور کے پودے کی ہر چیز قابل استعمال ہے اور قریباً آٹھ سو مقاصد کے لئے یہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً تنا کھوکھلا کرکے کنوؤں میں پانی کے پائپ کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ کھجور کے پتوں سے مضبوط رسیاں، ٹوکریاں، ٹوکرے، چٹائیاں اور کئی قسم کی پٹیاں تیار کی جاتی ہیں۔ اس کی گٹھلیوں کو کچھ دنوں کے لئے پانی میں بھگوکر نرم کرکے انتہائی طاقتور گودا حاصل کیا جاتا ہے جو چارے کے طور پر مویشیوں کو کھلایا جاتا ہے جس سے دودھ گاڑھا ہوجاتا ہے۔

کھجور کی پانچ ہزار قسمیں پائی جاتی ہیں جن میں 455 صرف عراق میں پائی جاتی ہیں۔ وہاں نرکھجور کی پانچ خاص قسمیں ہیں۔ کھجور کے علاوہ اور کوئی پھل نہیں جس کی اتنی زیادہ قسمیں ہوں۔ دنیا بھر میں کھجور کے درختوں کی تعداد نوکروڑ ساٹھ لاکھ ہے۔ پاکستان میں مجموعی طور پر کھجور کی دوسو اقسام ہیں۔

کھجور کی جوانی چودہ پندرہ سال سے شروع ہوتی ہے۔ اس کی پختہ عمر چالیس سال ہے اور یہ سوسال تک بھرپور پھل دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ عام حالات میں کسی سال یہ پھل کا ناغہ نہیں کرتا۔ کھجور کے تنے کے اوپری حصہ میں اس کا سر ہوتا ہے جس میں جذب شدہ خوراک کا ذخیرہ رکھتا ہے اور بقدر ضرورت پودے کے دوسرے حصوں کو پہنچاتا ہے۔ اگر کوئی صحرا میں پیاس سے مرنے لگے تو وہ کھجور کے مغز سے پانی حاصل کرسکتا ہے۔ شدید دھوپ میں بھی مغز کا پانی عمل تبخیر میں تیزی سے حصہ نہیں لیتا اور محفوظ رہتا ہے۔

کھجور کا پودا اونٹ کی طرح اپنی ذخیرہ شدہ خوراک کے ذریعے لمبا عرصہ تک گزارا کرسکتا ہے۔ اگر اس کے پتے بھی جھاڑ دیئے جائیں جن سے خوراک بنتی ہے تب بھی کچھ عرصہ تک پھل آتا رہتا ہے۔

نباتات میں بھی زندگی کا شعور پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ شعور کھجور میں باقی پودوں سے قدرے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اس کو کبھی غصہ آتا ہے اور کبھی دکھ ہوتا ہے تو اس کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اس کے تنے سے جب بچے الگ کردیئے جاتے ہیں تو کئی دنوں تک اس کی حالت سے پریشانی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ احتجاج کے طور پر یہ اس سال پھل نہیں لاتا۔ بعض کھجوروں کو اس قدر صدمہ ہوتا ہے کہ وہ بچے الگ کئے جانے کی وجہ سے دو سال متواتر پھل لانے سے انکار کردیتے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29/نومبر 2006ء میں شائع ہونے والی مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

یہ کیا کہ چند ہی پتوں پہ کچھ بہار آئے
بہار وہ ہے کہ ہر پیڑ پر نِکھار آئے
اے کاش درد کے ماروں کو چین آ جائے
کوئی مسیحا کوئی دل کا غمگسار آئے
بھٹکتے پھرتے ہیں تنہا بھرے زمانے میں
کوئی تو دل کا امیں کوئی راز دار آئے
یہ کس کے آنے کی اک دھوم ہے زمانے میں
یہ جان و دل ہیں اسی کے ہزار بار آئے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/دسمبر 2006ء میں شامل اشاعت مکرم ظفر محمد ظفر صاحب کی قرآن کریم کی مدح میں کہی گئی نظم سے انتخاب پیش ہے:

قرآن پاک جہان میں تو وہ بے مثال کتاب ہے
جو کمال حسن و جمال میں فقط آپ اپنا جواب ہے
تری سُورتوں میں تجلّیاتِ ربوبیت کا ظہور ہے
ترے لفظ لفظ میں نُور ہے ترے حرف حرف میں آب ہے
تیری آیہ آیہ کے ربط میں ترے امر و نہی کے ضبط میں
مری زندگی کا ہے ضابطہ مری بندگی کا نصاب ہے
تُو کلامِ ربّ خبیر ہے تُو نشانِ شان قدیر ہے
ترا کر سکے جو معارضہ بھلا کس غریب کی تاب ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
21st March 2008 – 27th March 2008

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 21st March 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, & MTA News
01:05 Al Maa'idah
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking Guests. Recorded on 9th December 1997.
02:25 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit toIndia.
02:50 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th November 1997.
03:55 Rohtas Fort: a visit to the Rohtas fort located in Jehlum.
04:30 Mosha'airah: an evening of poetry
05:35 MTA Variety: the beautification of Rabwah by Waqfe Nau children.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor, recorded on 26th March 2006.
08:10 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 84.
08:35 Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw)
09:15 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no. 5, recorded on 16th March 1994.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:20 Dars-e-Hadith
14:35 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10 Friday Sermon [R]
17:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th December 1997.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News Review Special
21:10 MTA Travel: travel programme featuring a visit to Calgary.
21:35 Friday Sermon [R]
23:10 Urdu Mulaqa'at: Session no. 5 [R]

Saturday 22nd March 2008

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 84
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th December 1997.
02:50 Programme sharing memories of Chaudhry Mohammad Zafarullah Khan hosted by Ahmad Mubarak.
03:45 Friday Sermon: recorded on 21st March 2008.
05:05 Urdu Mulaqa'at: Session no. 5, recorded on 16th March 1994.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor. Recorded on 26th March 2007.
08:05 Ken Harris Oil Painting: Part 3.
08:25 Friday Sermon: rec. 21/03/08 [R]
09:30 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood
10:20 Indonesian Service
11:15 French Service
12:05 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
16:00 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
17:05 Ken Harris Oil Painting: Part 3 [R]
17:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th December 1997.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 International Jama'at News
21:05 Jamia Ahmadiyya Class UK
22:00 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
22:55 Friday Sermon: recorded on 14th March 2008.

Sunday 23rd March 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50 Seerat Sahabah Hadhrat Masih-e-Maud (as)
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th December 1997.
02:35 Friday Sermon: rec. 21/03/08
03:40 Mosha'airah: an evening of poetry
04:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th July 1995.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 12th March 2006.
08:10 Learning Arabic: lesson no. 16
08:30 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Mauritius.
09:15 The Blue Planet: Documentary
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18th May 2007.
11:50 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:40 Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
13:45 Friday Sermon: Rec.21st March 2008.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:00 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
16:40 The Blue Planet [R]
17:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th December 1997.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News
20:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05 Pakistan National Assembly 1974 [R]
22:45 Huzoor's Tours [R]
23:25 Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 24th March 2008

00:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th December 1997.
02:20 Friday Sermon: recorded on 21st March 2008
03:30 The Blue Planet
04:25 Huzoor's Tours: Mauritius
05:15 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class held with Huzoor. Recorded on 1st December 2007.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 93
08:20 Spotlight: Speech on the topic of 'The life of Hadhrat Masih Maood (as)'.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th November 1998.
10:05 Indonesian Service
11:10 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: recorded on 02/02/2007
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:10 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th December 1997.
18:35 Arabic Service
19:35 Seerat Hadhrat Masih Maood [R]
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Spotlight [R]
21:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Tuesday 25th March 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 93
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th December 1997.
02:35 Friday Sermon: rec. 2nd February 2007.
03:35 Rencontre Avec Les Francophones
04:35 Spotlight
05:20 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor, recorded on 15th December 2007.
08:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1998.
09:05 Discussion: current affairs programme presented by Dr Muhammad Iqbal on the topic of 'How losing sight of noble goals can lead to prejudice and persecution'.
10:05 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Jalsa Salana Switzerland 2004: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 4th September 2004.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
16:25 Question and Answer session [R]
17:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th December 1997.
18:30 Arabic Service
19:40 MTA International News Review Special
20:30 Discussion [R]
21:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:40 Jalsa Salana Switzerland 2004 [R]
23:50 History of Cordoba

Wednesday 26th March 2008

00:05 Tilaawat, Dars & MTA News
01:05 Learning Arabic: lesson no. 17
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th December 1997.
02:55 Discussion
03:45 Question and Answer Session
04:40 Jalsa Salana Switzerland 2004.
06:05 Tilaawat, Dars-e-hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor recorded on 15th December 2007.
08:20 Seerat Hadhrat Masih Maood
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th September 1998.
10:15 Indonesian Service
11:15 Swahili Service
12:00 Tilaawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:55 From the Archives: Friday sermon recorded on 14th March 1986.
14:40 Jalsa Salana UK: speech delivered by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid on the topic of 'the Promised Messiah's (as) love for the Holy Propohet (saw) Recorded on 13/08/1989.
15:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
16:55 Certificate distribution: Hifz-e-Qur'an
16:40 Gems: documentary about a variety of gemstones.
17:05 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
17:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd December 1997.
18:30 Arabic Service [R]
19:30 Question & Answer Session
21:00 MTA International Jamaat News
21:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:40 Jalsa Salana UK [R]
23:15 From the Archives [R]

Thursday 27th March 2008

00:00 Tilaawat, Documentary & MTA News Review
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd December 1997.
02:20 Hamaari Kaaenaat
02:50 Gems
03:25 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
03:50 From the Archives
04:35 Certificate Distribution Ceremony
05:25 Jalsa Salana UK 1989 Speech
05:25 Jalsa Salana UK
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor, recorded on 16th December 2007.
08:00 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 20, recorded on 12th June 1994.
09:10 MTA Travel: A visit to Islamabad, Pakistan
09:35 Pushto Service: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:55 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: recorded on 27th May 2005.
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar: Bengalis translation of Friday sermon recorded on 14/03/2008.
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 216, recorded on 26th November 1997.
15:05 English Mulaqa'at [R]
16:15 Friday Sermon: delivered on 27/05/05. [R]
17:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 360, recorded on 24th December 1997.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA Interntional News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class: Class no. 216, recorded on 26th November 1997.
22:15 Huzoor's Tours: Huzoor's visit to India
23:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 | Friday 14 March, 2008 | Issue No. 11

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

جناب مولوی وحید الدین خاں صاحب کا شمار برصغیر ہندوپاک کے روشن خیال علماء میں ہوتا ہے۔رسالہ ''تذکیر''،اگست 2005ء میں آپ کے سفر بھوپال کی روداد شائع ہوئی ہے جس کے بعض اہم اقتباسات نذر قارئین کئے جاتے ہیں۔

دہشت گرد مُلّا کی تفسیر کا ایک نمونہ

''ایک صاحب نے کہا کہ میں نے درس قرآن کا ایک کیسٹ میں سنا۔اس میں قرآن کی یہ آیت آئی: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ (النساء:135) انہوں نے کہا کہ اس کیسٹ میں قرآن کی اس آیت کی تشریح یہ کی گئی تھی کہ اے ایمان والو، تم قسط کو قائم و نافذ کرنے والے بنو۔ساری دنیا میں قسط اور عدل کا نظام قائم کرو۔اس مقصد کے لئے جنگ کی ضرورت پیش آئے تو تم کو جنگ کرکے ساری دنیا میں قسط کا نظام برپا کرنا چاہیے۔انہوں نے پوچھا کہ کیا آیت کی یہ تشریح درست ہے۔

میں نے کہا کہ یہ ایک بے بنیاد تشریح ہے۔اس کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔قوامین بالقسط کا مطلب، خود قسط کی پیروی کرنا ہے، نہ کہ خارجی دنیا میں قسط کا نظام نافذ کرنا۔اس قسم کی تفسیروں سے نہایت غلط ذہن بنتا ہے۔قرآن کے مطالعہ یا درس کا اصل فائدہ یہ ہے کہ آدمی کے اندر خود احتسابی کا مزاج بنے۔وہ اصلاح خویش کے عمل میں مصروف ہو جائے۔مگر مذکورہ قسم کے درس قرآن سے الٹی سوچ بنتی ہے۔اس سے لوگوں کے اندر سیاسی اور خارجی ذہن بنتا ہے، نہ کہ داخلی ذہن، جو کہ اصلاً مطلوب ہے۔

اصل یہ ہے کہ عربی زبان میں دو لفظ الگ الگ ہیں، قائم اور مقیم۔قائم کا لفظ لازم کا صیغہ ہے اور مقیم کا لفظ متعدی کا صیغہ۔اس آیت میں قوام کا لفظ قائم کا مبالغہ ہے، وہ مقیم کا مبالغہ نہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو، تم خوب خوب قسط پر قائم ہو جاؤ، اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ قسط کی پیروی کرو۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم قسط کو زمین پر نافذ کرنے والے بنو۔میرے نزدیک اس قسم کی تفسیر نحوی انحراف کا واقعہ ہے۔قرآن میں اس قسم کا نحوی انحراف سخت جسارت کی بات ہے۔میں نے اپنے مطالعہ میں اس قسم کا نحوی انحراف صرف اردو تفسیروں میں پایا ہے۔قدیم عربی تفسیروں میں نہیں۔البتہ سید قطب کی فی ظلال القرآن میں ایسے نحوی انحراف کی مثالیں موجود ہیں''۔

(صفحہ 24)

بھارتی مسلمانوں کی صحافت

''کچھ لوگوں سے مسلم صحافت کے بارہ میں بات ہوئی۔میں نے کہا کہ 1947ء کے بعد مسلمانِ ہند کے درمیان جو ملّی صحافت پیدا ہوئی اس کو لکھنؤ کے ایک سابق روزنامہ قائد نے اپنے ایڈیٹوریل میں لکھا تھا کہ ہندوستان کی مسلم صحافت احتجاجی صحافت ہے (1967) بدقسمتی سے مسلم صحافت کا یہ انداز ابھی تک جاری ہے۔حالاں کہ اب حالات اتنے بدل چکے ہیں کہ اب ایسی صحافت کا ہندوستان میں کوئی مستقبل نہیں۔

میں نے اسی زمانہ میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی احتجاجی صحافت صرف اس وقت تک چلے گی جب تک مسلمان بے خبری کے دور میں جی رہے ہیں۔میں نے لکھا تھا کہ انڈیا مسلمانوں کے لئے عظیم مواقع (oppertunities) کا ملک ہے مگر نام نہاد رہنماؤں کی غلط رہنمائی کے نتیجہ میں وہ انڈیا کو اپنے لئے ایک پرابلم کنٹری سمجھ رہے ہیں۔جس دن ایسا ہوگا کہ مسلمان انڈیا کو امکانات کے ملک کی حیثیت سے دریافت کریں گے اسی دن شکایت اور احتجاج پر مبنی صحافت اور سیاست ختم ہوجائے گی۔

یہ دور اب انڈیا میں خاموشی کے ساتھ آچکا ہے۔اب انڈیا کے مسلمان جان چکے ہیں کہ یہاں ان کے لئے ترقی کے بھرپور مواقع موجود ہیں حتی کہ اس سے بھی زیادہ جتنا کہ پاکستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔چنانچہ اب انڈیا کا مسلمان تیزی سے تعلیم و ترقی کے راستہ پر سرگرم سفر ہوگیا ہے۔اب اس ملک میں قدیم طرز کی احتجاجی سیاست کامیاب ہونے والی نہیں''۔

(صفحہ 27-28)

بگڑی ہوئی مسلم قوم کے نام اسلام کی الاٹمنٹ

''آج بھی دنیا میں مسلمانوں کی 57 ریاستیں ہیں۔ان میں وہ ریاستیں بھی موجود ہیں جو اسلامی ریاست کے نام ہی پر قائم کی گئیں۔مگر جیسا کہ معلوم ہے، ان میں سے کوئی بھی ریاست حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست نہیں۔حتی کہ ان میں سے کسی ریاست کو کامیاب قومی ریاست بھی نہیں کہا جاسکتا۔جیسا کہ سنگاپور یا جاپان کو کامیاب قومی ریاست کہا جاتا ہے۔

اسلامی ریاست بلاشبہ ایک مطلوب چیز ہے۔مگر اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے فکری عمل کے ذریعہ اسلامی افراد تیار کیے جائیں۔اس کے بعد غیرسیاسی تحریک کے ذریعہ اسلامی معاشرہ بنایا جائے۔اس کے بعد وہ وقت آئے گا کہ جب کہ اسلامی ریاست کسی زمینی خطہ میں قائم ہو۔اسلامی ریاست کے نام پر جنگجویانہ تقریریں کرنا یا قائم شدہ حکومتوں کے خلاف سیاسی ہنگامے کھڑے کرنا بلاشبہ ایک مجرمانہ فعل ہے، وہ کسی درجہ میں بھی اسلامی ریاست کی طرف کوئی اقدام نہیں۔

1947ء میں جب پاکستان بنا تو وہاں ایک مسلم رہنما نے کہا تھا کہ: پاکستان اسلام کے نام پر الاٹ ہوچکا ہے۔انہوں نے اس مفروضہ کی بنیاد پر پاکستان میں اسلامی حکومت کے لئے دھواں دھار تحریک شروع کردی۔مگر آخر میں یہ معلوم ہوا کہ پاکستان اسلام کے نام الاٹ نہیں ہوا تھا بلکہ وہ صرف ایک بگڑی ہوئی مسلم قوم کے نام الاٹ ہوا تھا۔یہ تلخ تجربہ کافی ہے کہ اب دوبارہ اس نام نہاد اسلامی سیاست کو نہ دہرایا جائے''۔

(صفحہ 28)

مسلم اسپیکر سے ایک ہندو کا سوال اور اس کا اشتعال انگیز جواب

''ایک اور سوال کے جواب میں میں نے کہا کہ انڈیا میں مسلمانوں کو ہر قسم کے اعلیٰ مواقع حاصل ہیں مگر میرے تجربہ کے مطابق یہاں شاید کوئی ایک بھی مسلمان نہیں جو اس کو ایک نعمت سمجھے اور اس پر خدا کا شکر ادا کرے۔1947ء کے بعد سے اب تک مسلمانوں کے تمام لکھنے اور بولنے والے صرف بے بنیاد شکایتوں کا دفتر کھولے ہوئے ہیں۔یہ بلاشبہ ناشکری کا ایک واقعہ ہے۔بدقسمتی سے ناشکری کے اس ناروا فعل میں مسلمانوں کے مذہبی اور سیکولر دونوں قسم کے لوگ مبتلا ہیں۔

میں نے کہا کہ ہندوستان کے ایک مسلم اسپیکر نے ملّی موضوعات پر ایک تقریر کی۔تقریر کے آخر میں ایک ہندو نے سوال کیا کہ آپ لوگ کیوں ہم کو کافر کہتے ہیں، حالاں کہ کافر ایک ڈیروگیٹری (Derogaroty) لفظ ہے۔اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مسلم مقرر نے کہا کہ ہمارے نزدیک جو شخص مسلم نہیں وہ کافر ہے۔کافر کا لفظ نان مسلم کے ہم معنی ہے۔آپ اسلام قبول کرکے مسلم بن جائیں تو ہم آپ کو کافر نہیں کہیں گے۔

یہ بلاشبہ ایک غلط جواب ہے۔اس کی غلطی اس طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ پاکستان میں اگر کوئی ہندو مقرر ہندوازم پر تقریر کرے اور پھر ایک پاکستانی مسلمان اس سے کہے کہ آپ لوگ مسلمانوں کو ملچھ کیوں سمجھتے ہیں اور ہندو مقرر اس کے جواب میں یہ کہے کہ ہمارے نزدیک جو شخص ہندو نہیں وہ ملچھ ہے، آپ لوگ اپنا مذہب بدل کر ہندو بن جائیں تو ہم آپ کو ملچھ نہیں کہیں گے۔اگر پاکستان کا کوئی ہندو پبلک سٹیج پر اس طرح بولے تو اس کو اسی وقت قتل کر دیا جائے گا۔اس کے برعکس ہندوستان کے مذکورہ مسلم مقرر بدستور امن کے ساتھ ہندوستان میں رہ رہے ہیں۔ان کی تقریر کے ویڈیو کیسٹ جگہ جگہ دیکھے اور سنے جارہے ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان مسلمانوں کے لئے کتنی بڑی نعمت ہے۔تاہم مذکورہ قسم کا واقعہ ہندوستان کی آزادی کو مِس یوز (misuse) کرنے کے ہم معنی ہے۔ایسا فعل شریعت کے خلاف بھی ہے اور عقل کے خلاف بھی''۔

(صفحہ 28-29)

بیسویں صدی کے بعض رہنماؤں کی سیاسی فکری ''عیاشی''

''یہ واقعہ ہے کہ بیسویں صدی میں توحید پرستوں کے حلقہ میں نہایت بڑے بڑے دماغ پیدا ہوئے۔مثلاً سید جمال الدین افغانی، ڈاکٹر محمد اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ۔مگر ان دماغوں نے اپنی اعلیٰ صلاحیت کو دوسرے غیرمتعلق کاموں میں ضائع کیا۔ان میں سے کوئی بھی یہ نہ کرسکا کہ وہ اپنی اعلیٰ صلاحیت کو برٹرینڈرسل اور رادھا کرشنن کی سطح پر توحید کے نظریہ کو فلسفیانہ بنیاد فراہم کرنے کے لئے استعمال کرے۔

سید جمال الدین افغانی نہایت اعلیٰ صلاحیت کے آدمی تھے۔مگر انہوں نے اپنی صلاحیت کو بے قائد سیاست میں ضائع کر دیا۔مولانا ابوالکلام آزاد ایک عبقری انسان تھے۔مگر وہ بھی اپنی اعلیٰ صلاحیت کو وقتی سیاست میں ضائع کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے اس موضوع پر کچھ خطبات دیئے جن کا مجموعہ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (Reconstruction of Religious Thought in Islam) کے نام سے چھپا۔مگر کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اس معاملہ میں غلط فکری کا شکار ہوکر رہ گئے۔ان کا کام یہ تھا کہ وہ توحید کے حق میں اعلیٰ فکری استدلال فراہم کریں۔مگر انہوں نے توحید کو وحدت وجود (Monism) کے ہم معنی سمجھ لیا۔حالانکہ وحدت وجود ایک منحرف عقیدہ ہے نہ کہ توحید کا پیغمبرانہ نظریہ''۔(صفحہ 33-44)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)